تحریک نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

اور

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

مولانا محمد منشا تابش قصوری

ناظم شعبہ تصنیف وتالیف جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

رضا اکیڈمی (رجسٹرڈ) لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تحریکِ نظامِ مصطفیٰ ﷺ
اور
جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

مولانا محمد منشا تابش قصوری

ناظم شعبہ تصنیف و تالیف جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

رضا اکیڈمی لاہور

انتساب

- شمع رسالت کے ان پروانوں کے نام جنہوں نے نظام مصطفیٰ کے نام پر اپنی جانیں قربان کیں یا انہوں نے "بسوز دپرم" کا مظاہرہ کیا۔

- ان مقدس ہستیوں کے نام جنہوں نے نظام مصطفیٰ پر عمل پیرا ہو کر مسلمانوں کے دلوں میں عشق مصطفیٰ کی شمع جلائی اور ان کو قربانی کا جذبہ دیا۔

- ان مخلص اصحاب خیر کے نام جنہوں نے خون پسینہ کی حلال اور پاکیزہ دولت کو جامعہ نظامیہ رضویہ میں صرف کر کے دینی جہاد کے لیے علماء تیار کیے۔

تابش قصوری

سلسلہ اشاعت نمبر 171

نام کتاب	....	تحریک نظام مصطفیٰ اور جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور
تحریر	....	مولانا محمد منشا تابش قصوری
صفحات	....	64
تعداد	....	دو ہزار
ناشر	....	رضا اکیڈمی، لاہور۔
کتابت	....	شاہ محمد چشتی
مطبع	....	احمد سجاد آرٹ پریس، لاہور۔
قیمت	....	دعائے خیر حق معاونین رضا اکیڈمی رجسٹرڈ، لاہور۔

عطیات بھیجنے کے لیے

رضا اکیڈمی اکاؤنٹ نمبر ۳۸/۹۳۸، حبیب بنک دسن پورہ برانچ، لاہور۔
بذریعہ ڈاک طلب کرنے والے حضرات 5 روپے کے ٹکٹ ارسال کریں۔

ملنے کا پتہ:

رضا اکیڈمی (رجسٹرڈ)

محلہ رضا محبوب روڈ، چاہ میراں، لاہور، پاکستان کوڈ نمبر ۵۴۹۰۰

فون نمبر 7650440

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جامعہ نظامیہ رضویہ اور تحریکِ نظامِ مصطفیٰ

پس منظر

جب ہم اس نکتہ نظر سے تحریکِ نظامِ مصطفیٰ کا جائزہ لیتے ہیں تو یہ کئی ادوار پر پھیلی ہوئی معلوم ہوتی ہے اور اس تحریک کے مختلف زاویے اور متعدد گوشے نظر آتے ہیں۔ ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی ہو یا تحریکِ خلافت، ترکِ موالات کا شورشہ ہو یا تحریکِ ہجرت، قیامِ پاکستان کے لیے جد و جہد ہو یا تحریکِ ختمِ نبوت ان تمام تحریکوں کا ماحصل مقامِ مصطفیٰ کا تحفظ اور نظامِ مصطفیٰ کا نفاذ ہی قرار دیا جا سکتا ہے۔ پاکستان کا تو قیام ہی اسی نظام کے نعرہ کا مرہونِ منت ہے مگر پاکستان کے قائم ہونے کے بعد حکومت کی باگ ڈور ایسے خود غرض سیاست دانوں کے ہاتھ میں آتی رہی جنہوں نے اس مقدس نظام کے عملی نفاذ سے نہ صرف عمداً اغماض اختیار کیا بلکہ پوری منافقت سے سدِ راہ بنے رہے۔ مذکورہ بالا تحریکیں بھی حقیقتاً نظامِ مصطفیٰ کو بروئے کار لانے کے مقدس مشن کے پیشِ نظر ہی اٹھتی رہیں۔ گو اس دور سے پہلے اس اصطلاح کو قبولیت کا اتنا شرف نہیں حاصل ہوا تھا جتنا ۷ مارچ ۱۹۷۷ء کے انتخابات میں عظیم تریں دھاندلیوں کے رونما ہونے کے باعث ہوا۔

برصغیر پر مسلمانوں کی تقریباً ایک ہزار سال تک حکومت رہی مگر کسی بھی دینی و سیاسی شخصیت کے حاشیہ خیال میں ہندوستان کو پاکستان سے موسوم کرنے کی خواہش تک پیدا نہ ہو سکی۔ حالانکہ محمد علی جناح نے اپنی ایک تقریر میں کہا تھا کہ یہ سرزمین اس دن سے ہی پاکستان بن گئی تھی جب یہاں پہلے مسلمان نے قدم رکھا بہ دوسرے الفاظ میں یوں سمجھئے کہ تحریکِ نظامِ مصطفیٰ کا برصغیر میں اسی دن سے اجراء عمل میں آ گیا تھا جب یہاں پہلے مسلمان مبلغ نے قدم رکھا۔ گو اس نام یا مقدس اصطلاح

(نظامِ مصطفیٰ کے اجراء) کا شرف سوادِ اعظم کی مشہور اور مقبول سیاسی جماعت جمعیت علماء پاکستان کو حاصل ہوا جس کے عظیم قائدین نے اپنے کردار و عمل سے عشقِ مصطفیٰ کا سبق دیا، مقامِ مصطفیٰ کے تحفظ کی قسم کھائی اور نظامِ مصطفیٰ کے نفاذ کے لیے اپنی زندگی وقف کیے سربکف میدانِ جہاد میں پیہم مصروف ہیں۔

تحریک کے پس منظر میں یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ جب انگریز نے برصغیر پر اپنی عیاریوں سے پورے طور پر قدم جما لیے تو اسے محسوس ہوا کہ مشرقی قومیں خصوصاً مسلمان سخت قسم کے مذہبی جذبات سے سرشار ہیں اور اپنی قومی روایات اور اسلاف کی عزت و ناموس کی بقا کے لیے جان دینے سے بھی دریغ نہیں کرتے چنانچہ ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی مذہبی جذبات کی آئینہ دار تھی جس میں اکابر اہلِ سنت و جماعت پیش پیش تھے ان میں قائد جنگِ آزادی علامہ فضل حق خیر آبادی، مولانا فیض احمد بدایونی تلمیذ و داماد علامہ شاہ فضل رسول بدایونی، مولانا احمد اللہ شاہ مدراسی، ڈاکٹر وزیر اکبر فیروز آبادی، رحمان بخت خان روہیلہ، علامہ امام بخش صہبائی، مفتی صدر الدین آزردہ، مولانا رضا علی خان بریلوی جد امجد اعلیٰحضرت فاضل بریلوی، مولانا رحمت اللہ کیرانوی، مولانا مجد الدین فیروز آبادی، مولانا مفتی سید کفایت علی کافی مراد آبادی وغیرہم علیہم الرحمۃ والرضوان خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں جنہوں نے اپنی تمام تر صلاحیتیں مسلمانوں کی آزادی کے لیے وقف کر رکھی تھیں انگریز ان سے خائف تھا جاسوسوں کے دستے پیچھے لگا رکھے تھے مگر انگریز کی تمام تر چالوں کو ان رہنماؤں نے ناکام بنانے میں مثالی کردار ادا کیا۔

آخر کار جنگ پر قابو پا لینے کے بعد برٹش گورنمنٹ کا وہ احساس اور زیادہ قوی ہو گیا اور انہیں فکر ہوئی کہ مسلمانوں کو اسلاف کے نقشِ قدم سے ہٹا کر ایک نئی راہ پر لگا دینا چاہیے تا کہ ان کی مذہبی روح مردہ ہو جائے کیونکہ جب تک یہ اسلاف سے وابستہ رہیں گے نظامِ مصطفیٰ کی خالص روحانیت کے دل و دماغ میں رچی بسی رہے گی اور ایمان کا ملی شعور ہمیشہ بیدار رہے گا جس کا لازمی نتیجہ یہ ہو گا کہ جب بھی ان کے مذہبی امور میں کسی قسم کی مداخلت ہو گی سر پر کفن باندھے میدانِ عمل میں نکل کھڑے ہوں گے (چنانچہ

مجاہدین تحریک نے اس خیال کی عملاً تصدیق کردی، ان کے ایمانیات و روحانیات کا حقیقی سرچشمہ کتاب و سنت ہے جس سے براہ راست کسی طرح نہیں کٹ سکتے ان کا مذہبی جوش ختم کرنے کا واحد ذریعہ یہی ہے کہ اسلاف سے ان کا رشتہ کاٹ لیا جائے اس رشتہ کو کاٹنے کے لیے مکر و فریب اور حیل و مکاری اور دھوکہ بازی کی قوت سے کام لیا جائے اور مسلمانوں ہی کے ایسے لیڈر اور نام نہاد مذہبی رہنماؤں کی خدمات حاصل کی جائیں جن کا اسلام سے بس نام ہی کا تعلق ہو عشق مصطفٰے کی پرچھائیں تک ان پر نہ پڑی ہوں چنانچہ انگریز کی خواہشات کی تکمیل کے لیے لیڈر مل سکے جو انکی توقعات سے بھی بڑھ کر سود مند ثابت ہوئے، جنگ آزادی ۱۸۵۷ء کے مجاہد علماء و مشائخ کے واقعات کا جب ہم مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں ایک سے ایک بڑھ کر شمع آزادی پر پروانہ وار نثار ہوتے دکھائی دیتا ہے، علامہ فضل حق خیرآبادی اگر جزیرہ انڈیمان (کالا پانی) میں قید تنہائی میں پڑے اپنی جان جان آفرین کے حضور پیش کرتے نظر آتے ہیں تو مرادآباد کے چوک میں تختہ دار پر کھڑے مولانا سید کفایت علی کافی مرادآبادی یوں رجز خوان پائے جاتے ہیں۔

کوئی گل باقی رہے گا نے چمن رہ جائے گا — پر رسول اللہ کا دین حسن رہ جائے گا
ہمصفیرو باغ میں ہے کوئی دم کا چہچہا — بلبلیں اڑ جائیں گی سونا چمن رہ جائے گا
اطلس و کمخواب کی پوشاک پہ نازاں نہ ہو — اس تن بے جان پہ خاکی کفن رہ جائے گا
سب فنا ہو جائیں گے کافی ولیکن حشر تک — نعت حضرت کا زبانوں پر اثر رہ جائے گا

سواد اعظم کے اس عظیم رہنما خاندان سادات کی جلیل القدر شخصیت، شہید جنگ آزادی تو رجز پڑھتے تختہ دار کی طرف بڑھتے ہوئے تمغہ شہادت حاصل کرتے ہیں اور ادھر شاتمان رسول اور ننگ اسلام انگریز کی از خود حفاظت کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ اور جنگ ختم ہو جانے پر نہ صرف شمس العلماء کے خطابات سے نوازے جاتے ہیں بلکہ انعام و جاگیریں بھی انعامی ہے۔

وقت گزرتا گیا عشق مصطفٰے کے چراغ کی لو کو مدھم کرنے کے لیے انگریزوں نے

مکاریوں کی پوری طاقت بروئے کار لاتا رہا مگر عاشقان مصطفٰے کا قافلہ پروانہ وار باطل کے سامنے سینہ سپر مقام مصطفٰے کے تحفظ اور نظام مصطفٰے کے نفاذ کے لیے کوشاں رہا جب تحریک خلافت، تحریک ترک موالات، شدھی کی تحریک کے نعرے بلند ہونے لگے تو اس وقت سواد اعظم کے عظیم روحانی رہنما مجدد برحق اعلٰیحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے عشق مصطفٰے کا ایسا درس دیا جس کے نتیجہ میں نہ صرف تحریک پاکستان کو کامیابی نصیب ہوئی بلکہ تحریک ختم نبوت اور تحریک نظام مصطفٰے بھی قبولیت کے ایسے شرف سے ممتاز ہوئی جس کی مثال ڈھونڈنے سے نہ ملے گی۔

مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی نے ہر محاذ پر قلمی جہاد فرماتے ہوئے روحانی مذہبی اور سیاسی سطح پر ایسی شخصیتیں تیار کیں جن میں سے ہر ایک شخصیت دیگر جماعتوں پر بھاری ہے حضرت صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی حضرت مولانا سید ابوالمحامد سید محمد احمد کچھوچھوی محدث اعظم ہند، مولانا سید دیدار علی شاہ محدث الوری علامہ شاہ عبدالعلیم صاحب صدیقی (والد ماجد مولانا شاہ احمد نورانی) غازی کشمیر مولانا سید ابوالحسنات قادری، مولانا عبدالحامد بدایونی حضرت مولانا مفتی احمد یار خان صاحب گجراتی تاج العلماء مولانا محمد عمر صاحب نعیمی، مولانا الحاج ابوالفضل محمد سردار احمد صاحب محدث اعظم پاکستان، مولانا غلام معین الدین صاحب نعیمی شیخ القرآن، مولانا عبدالغفور صاحب ہزاروی حضرت مولانا غلام محمد صاحب ترنم امرتسری علیہم الرحمۃ ان عالی قدر ہستیوں کے علاوہ سواد اعظم کے مشائخ عظام نے جس جذبہ و ایثار سے مسلمان نسل کو سبق دیا ان میں سے حضرت امیر ملت پیر جماعت شاہ محدث علی پوری، حضرت پیر مہر علی صاحب گولڑوی حضرت امین الحسنات پیر صاحب مانکی شریف، پیر صاحب بھرچونڈی شریف، حضرت پیر ہاشم جان مجددی، حضرت پیر علی محمد صاحب بسی شریف کے علاوہ بے شمار پیران عظام کے نام آتے ہیں جنہوں نے ہر مقام پر عشق مصطفٰے کی شمع روشن رکھی۔ اور خود تجربات سے عمل کی تحریک چلائی چنانچہ قیام پاکستان کے لیے جب تحریک چل رہی تھی تو ۱۹۴۶ء میں آل انڈیا سنی کانفرنس کے نام سے بنارس میں پانچ لاکھ عاشقان مصطفٰے کا عدیم المثال

اجتماع ہوا جس میں سوادِ اعظم کے پانچ ہزار اکابر علماء کرام و مشائخ عظام نے شمولیت فرمائی اور پاکستان کے قیام کے لیے اپنے عزم بالجزم کا اس طرح برملا اعلان فرمایا کہ اگر کسی موقع پر جناب محمد علی جناح پاکستان کے قیام سے اعراض بھی کر جائیں ہم پاکستان بنا کر دم لیں گے۔

اس تاریخی اجتماع کی برکات کا ظہور اس تیزی سے شروع ہوا کہ ایک ہی سال کی مختصر مدت بعد دنیا کے نقشہ پر سب سے بڑی اسلامی مملکت پاکستان کے نام سے نظر آنے لگی حضرت شیخ الاسلام سیدی الحاج الحافظ خواجہ محمد قمر الدین صاحب سیالوی، امام اہل سنت مولانا سید ابو البرکات اشرفی، مولانا غلام قادر اشرفی، فقیہ اعظم مولانا الحاج ابو الخیر محمد نور اللہ صاحب نعیمی اشرفی، مولانا الحاج استاد محمد عارف اللہ صاحب قادری ایسی ہستیاں بحمدہ اللہ موجود ہیں جن کی زیارت کی جا سکتی ہے اللہ تعالےٰ ان کا سایہ سوادِ اعظم پر تادیر سلامت رکھے جو اسلاف کی یادگار ہیں جنہوں نے سنی کانفرنس بنارس میں نمایاں کردار انجام دیا۔

ان اکابر علماء و مشائخ کی مسلسل محنت، دل سوزی اور قیادت کا ہی یہ ثمرہ ہے کہ آج بھی عشقِ مصطفےٰ کی تابانی سوادِ اعظم کے ہر فرد میں پائی جاتی ہے اور اس دور میں سوادِ اعظم کے قائدین ہو بہو اسلاف کی مثیل اور صوری و معنوی ہر دو لحاظ سے ان کا عکس جمیل ہیں۔ اور ہمارے یہ رہنما بحمدہ تعالےٰ سیرت و کردار میں مثالی ہیں یہی وجہ ہے کہ تحریکِ نظامِ مصطفےٰ نے ہمہ گیر قبولیت حاصل کی، افراد کی کثرت ہی بڑی جماعت پر دلالت کرتی ہے اس لحاظ سے پاکستان کی تمام چھوٹی بڑی مذہبی جماعتوں کو سوادِ اعظم کے مقابلہ میں ایک فرد ہی کی حیثیت دی جا سکتی ہے۔ آگے بڑھنے سے پہلے ذرا ان قائدین کے اسماء گرامی سے اپنے قلب و روح کو منور کرتے چلئے جنہوں نے تحریکِ نظامِ مصطفےٰ میں ناقابلِ فراموش کردار انجام دے کر عوام و خواص کو اپنا گرویدہ بنا لیا ہے اور اب ان کے اشارہ ابرو پر سوادِ اعظم کا بچہ بچہ نظامِ مصطفےٰ کے نفاذ کے لیے سرشار نظر آتا ہے۔

قائدِ اہلِ سنت حضرت مولانا الشاہ احمد نورانی، مجاہدِ ملت مولانا علامہ عبد الستار

خان نیازی، ملتان کے تاج بادشاہ مولانا حامد علی خان، بدرِ طریقت صاحبزادہ میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری، فقیہ العصر مولانا ابو الخیر محمد نور اللہ صاحب بصیر پوری، قائدِ حریت مولانا محمد اکبر ساقی، شیخ القرآن مولانا غلام علی اوکاڑوی، شیخ الحدیث مولانا محمد شریف ملتان، مولانا مفتی مختار احمد صاحب گجراتی، مولانا احمد علی صاحب قصوری، حضرت مولانا صاحبزادہ قاضی فضل رسول صاحب، مولانا صاحبزادہ محمد فضل کریم صاحب شہزادگانِ حضرت محدثِ اعظم پاکستان، جناب ظہور الحسن صاحب بھوپالی، علامہ محمد حسین حقانی صاحب، شیخ التفسیر پیر محمد کرم شاہ صاحب ایم اے الازہری، علامہ عبد المصطفیٰ الازہری، حافظ محمد عالم سیالکوٹی، پروفیسر شاہ فرید الحق، مولانا صاحبزادہ عبد القادر ایم۔ اے۔ مولانا سید حسین الدین صاحب، حاجی محمد حنیف طیب دامت برکاتہم العالیہ۔ ایسے جلیل القدر رہنماؤں نے اپنے عملی کردار سے پاکستان کے ہر طبقہ سے تعلق رکھنے والے افراد کے اندر ایسی روح پھونکی کہ کراچی سے خیبر تک پاکستان کا چپہ چپہ نظامِ مصطفےٰ کے مقدس نعروں سے گونج اٹھا۔ مشائخ عظام، علماء کرام کے علاوہ، وکلاء، صحافی، مزدور، مزارع، غریب، محنت کش الغرض ہر طبقہ نے باطل سے ٹکر لی اور مالی و جانی قربانیوں کے نذرانوں پر نذرانے پیش کرنے لگے، اور حقیقت عیاں ہو گئی تحریکِ نظامِ مصطفےٰ کا پہلا مرحلہ اس شان سے کامیابی تک پہنچا جس کی مثال ماضی میں تلاش نہیں کی جا سکتی۔

جب تحریک میں جذبات کی عکاسی کرتے ہوئے مدارس اسلامیہ عربیہ کے طلباء، طلباء اس سلسلہ میں نقطۂ عروج پر نظر آتے ہیں۔ دیگر مسالک کے مذہبی ادارون اور سوادِ اعظم کے مدارس میں بنیادی فرق ہی یہی ہے کہ مقامِ مصطفےٰ کا تحفظ اور نظامِ مصطفےٰ کا نفاذ ایسے اعلیٰ مقاصد کی تکمیل سنی مدارس میں ہوتی چلی آئی ہے اور انشاء اللہ العزیز اسی ارفع مشن کی تکمیل و ترقی کے لئے ہمیشہ کاربند رہیں گے۔

سنی مدارس کے طلبا جب اپنے قائدین کو عشقِ مصطفےٰ سے سرشار دیکھتے ہیں تو اپنے اندر اسی قسم کی سیرت پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں، تدریس، تحریر اور تقریر

ہیں عشق مصطفےٰ کا اظہار ان کا طرۂ امتیاز ہے، بعض ناعاقبت اندیش جن کے دل عشق مصطفےٰ سے خالی ہیں اسی لیے اکثر علماء، خطباء، طلباء اور آئمہ کرام پر اعتراض کرتے رہتے ہیں کہ انہیں تو . . . . فاتبعونی یحببکم اللہ کے موضوع کے سوا کوئی عنوان ہی نہیں ملتا۔ اصلاح معاشرہ پر تو تقاریر کرنا جانتے ہی نہیں۔ اذان ہو نماز، خطبہ جمعہ ہو یا کوئی اجلاس ان کی ابتداء وانتہاء درود وسلام کے بغیر ہوتی ہی نہیں کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام پڑھنا ان کا معمول ہے، حالانکہ یہ تمام امور مستحبہ عشق مصطفےٰ کے داعی ہیں۔ مگر جنہیں نبی کریم پر صلوٰۃ وسلام پڑھنے پر ہی اعتراض ہو جو مقام مصطفےٰ پر تقاریر سننے ہی آگ بگولہ ہو جاتے ہوں انہیں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کیا تعلق رہ عشق مصطفےٰ کو کیا سمجھیں اور مقام مصطفےٰ کو کیا جانیں پھر نظام مصطفےٰ کے نفاذ کے لیے کیوں کوشاں ہوں؟ اگر کبھی سواد اعظم کے مقابل کر انہیں کام کرنے کا موقع نصیب ہو بھی جاتا ہے تو اس مقدس مشن سے زیادہ ان کا مطمع نظر خواہشات کی تکمیل ہوا کرتی ہے شواہد کے لیے مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں مگر اس مختصر میں گنجائش کہاں۔

سُنّی مدارس جن کا مقصد وحید ابتدا سے مقام مصطفےٰ کا تحفظ اور نظام مصطفےٰ کا نفاذ رہا ہے ان کی تمام تر کوششیں صرف اسی نقطہ پر مرکوز رہی ہیں، اسلاف نے اسی مشن کو ہمیشہ حرز جان بنائے رکھا، اخلاف انہیں کے نقش قدم پر عمل پیرا ہیں۔ پاکستان میں سُنّی مدارس کی تعداد سینکڑوں سے متجاوز ہے۔ ہر شہر اور ہر قصبہ میں سُنّی ادارے قائم ہیں بڑے شہروں میں تو کئی کئی مدرسے چل رہے ہیں۔ جہاں درس وتدریس کا مرکزی پہلو عشق مصطفےٰ اسی لیے جب تحریک نظام مصطفےٰ کی لہر اٹھی تو یہ ادارے مقدمۃ الجیش کی حیثیت سے آگے آگے تھے مدرسین وطلباء کرام نے اس تحریک کو نہ صرف اپنے عمل سے پروان چڑھایا بلکہ اپنے خون کا نذرانہ دینے سے بھی کسی طرح گریز نہ کیا، قید وبند کی صعوبتوں کو خندہ پیشانی سے قبول کرتے رہے، غنڈوں کی گولیوں کا استقبال کیا۔ اور کئی طلباء اس دوران میں شہادت سے سرفراز بھی ہوئے۔

ہر سُنّی ادارہ نے اپنی اپنی استطاعت سے بڑھ کر تحریک کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کی کوشش کی تفصیل کے لیے ہر ادارہ کو اپنی روئداد بر تاریخ لکھنی چاہیے۔ دارالعلوم امجدیہ کراچی، دارالعلوم جامعہ رضویہ فیصل آباد دلائل پور، مدرسہ انوار العلوم ملتان، دارالعلوم جامعہ رضویہ راولپنڈی دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور، ساہیوال، جامعہ نعیمیہ لاہور، حزب الاحناف لاہور، دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ اور جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور ایسے مرکزی اداروں نے اس تحریک میں اس شان سے کام کیا ہے جس پر ہر ایک سُنّی فخر کر سکتا ہے اس لئے ان مدارس کے ارباب حل وعقد کو اپنی تحریکی خدمات کو قلم بند کر کے شائع کر دینا چاہیے تاکہ مستقبل میں آپ کے جذبات ممیز کا کام دے سکیں، آپ کی یہ کاروائی اہل سُنّت وجماعت کی تاریخ میں سنہری باب کی حیثیت رکھتی ہے، اسے کسی طرح بھی نسیا منسیا نہیں کرنا چاہیے، حضرت پیر محمد کرم شاہ صاحب ایم۔ اے الازہری مدظلہ، بھیرہ، نے ماہنامہ ضیائے حرم کے ذریعہ کافی مواد جمع کر دیا ہے اسی طرح ماہنامہ رضائے مصطفےٰ اور ماہنامہ ترجمان اہل سنت کراچی نے بھی قابل قدر ریکارڈ بنایا ہے مگر تاحال سُنّی اداروں کی طرف سے کوئی تصنیف سامنے نہیں آئی البتہ ظہور احسن بھوپالی کی انتظار سحر اس سلسلہ کی ایک کڑی قرار دی جا سکتی ہے۔

بس اسی نظریہ کے تحت تحریک نظام مصطفےٰ میں جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کا کردار پیش کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے ممکن ہے سُنّی مدارس کے لیے یہی کتابچہ محرک بن جائے۔

اس پس منظر کے بعد اب جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کو ایک نظر ملاحظہ فرمائیے جس کا ماضی ابتلاء وآزمائش کا مجسمہ، جس کا حال قابل تقلید اور جس کا مستقبل سُنّی مسلمانوں کے حسین خوابوں کی مقدس تعبیر ہے۔ سنہ ۱۹۵۶ء میں جامعہ کا قیام عمل میں آیا، حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا الحاج ابوالفضل محمد سردار احمد صاحب قادری چشتی علیہ الرحمۃ نے افتتاح فرمایا، اور جامعہ تعمیر وترقی کی راہ پر گامزن ہو گیا۔ جامعہ کے مدرسین وطلباء اور علماء کی تمام تر کاوشیں اسی کے لیے وقف رہیں، جب کبھی پاکستان میں اسلامی وملکی سرحدوں

پر مخالفین حملہ آور ہوتے تو جامعہ کے اساتذہ و طلباء نے بڑی مستعدی سے اسلام دشمن طاقتوں کا مقابلہ کیا۔ ۱۹۶۲ء میں فتنۂ شورش کا استیصال کیا ۱۹۶۶ء میں جمعیت العلماء پاکستان کی تنظیم نو میں مرکزی کردار ادا کیا۔ ایوب خان سابق صدر کے نافذ کردہ عائلی قوانین کے خلاف تحریک کی قیادت کی چنانچہ علماء کے تاریخی جلوس کی قیادت بھی اسی جامعہ کے ناظم اعلیٰ نے فرمائی ۱۹۷۴ء میں تحریک ختم نبوت میں حصہ لیا اور مارچ ۱۹۷۷ء میں تحریک نظام مصطفےٰ کے لیے سر دھڑ کی بازی لگا دی اس تحریک میں جامعہ نے جو تاریخی کردار انجام دیا اس کی مختصر سی روئداد آپ آئندہ صفحات میں ملاحظہ فرمائیے گا۔

جامعہ نظامیہ رضویہ

مدینۃ العلوم لاہور میں مرکزی دار العلوم جامعہ نظامیہ رضویہ کی بنیاد شوال المکرم ۱۳۷۶ھ مئی ۱۹۵۶ء کو تاریخی مسجد خراسیاں میں بے سروسامانی کے عالم میں رکھی گئی حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا ابو الفضل محمد سردار احمد چشتی قادری علیہ الرحمۃ نے ہدایہ شریف کے سبق سے افتتاح فرمایا۔ حضرت علامہ مولانا غلام رسول صاحب مہتمم و صدر مدرس اور مولانا مفتی ابو سعید محمد عبد القیوم ہزاروی مدرس و ناظم مقرر ہوئے تعمیر و تدریس کے ساتھ ساتھ ابتلاء آزمائش کا ایک وسیع سلسلہ شروع ہوا۔ ۲۹ دسمبر ۱۹۶۲ء یکم شعبان المعظم ۱۳۸۲ھ کو حضرت محدث اعظم نے وصال فرمایا تو جامعہ اس المناک واقعہ کے ساتھ ہی ایک نئے بحران سے دوچار ہو گیا۔ وہ اس طرح کہ حضرت مولانا غلام رسول صاحب مہتمم جامعہ کو جنہیں حضرت محدث اعظم سے دامادی کا شرف بھی حاصل تھا جامعہ رضویہ لائل پور کے لیے شیخ الحدیث کے منصب کی تمام تر ذمہ داری آ پڑی جس کے باعث موصوف جامعہ رضویہ لائل پور کی خدمت میں مصروف ہو گئے۔ اور جامعہ نظامیہ کے انتظام و انصرام کا تمام بوجھ مولانا مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی کے ناتواں کندھوں پر آ پڑا چنانچہ ناظم اعلیٰ نے اپنی مساعی جمیلہ کو جامعہ کے لیے وقف کر دیا۔ اہل محلہ کی یورش، مقدمات کی بھرمار

مدرسین و طلباء کی ضروریات کا حصول اور جامعہ کے داخلی و خارجی معاملات سے کما حقہ عہدہ برآ ہونا وغیرہ ایسے امور نے ناظم اعلیٰ کو مضمحل کر کے رکھ دیا۔ مگر اس مرد حق آگاہ نے جن کا خمیر ہی ایثار و قربانی کے جذبات سے اٹھا تھا۔ ہر تکلیف کو خندہ پیشانی سے قبول کرتے ہوئے جامعہ کے ہر شعبہ کی ترقی کے لیے ہمہ تن مصروف ہو گئے۔

آپ نہ صرف جامعہ ہی کی تعمیر و ترقی سے دلچسپی لیتے تھے بلکہ ملک میں سیاسی و مذہبی حالات پر بھی بڑی گہری نظر رکھتے۔ اگر کسی بھی طرف سے مذہبی و سیاسی سرحدوں پر دشمنان پاکستان نے حملہ کے لیے سر اٹھایا تو آپ تڑپ اٹھے جب کبھی علماء اہل سنت کو مخالفین سب و شتم کا نشانہ بناتے تو ان کا منہ توڑ جواب دیتے۔ چنانچہ فتنہ شورش کا مقابلہ کرنے کے لیے پاکستان بھر میں جامعہ نظامیہ واحد ادارہ ہے جس نے بڑی پامردی اور چابکدستی سے اس فتنہ کا سر قلم کیا۔ ۱۹۶۲ء کی بات ہے شورش کاشمیری کے پردہ میں شاتمان رسول انام کا گروہ حضرت محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ کی ذات ستودہ صفات کے تبلیغی اثرات سے گھبرا کر ان پر پل پڑا۔ مولانا عارف اللہ شاہ قادری اور خطیب پاکستان مولانا حافظ محمد شفیع اوکاڑوی پر قاتلانہ حملے کیے۔ اکابر اہل سنت پر انگریز دوستی کے الزام تراشے گئے تو اس کے استیصال کے لیے جامعہ نظامیہ رضویہ کے مدرسین و طلباء کرام نے ہر سطح پر انقلابی کردار انجام دیا۔ ایک طرف اشتہار پمفلٹ، کتابچے، رسائل اور اخبارات کے ذریعہ تحریری محاذ سنبھالے رکھا تو دوسری طرف ہر مقام پر اجلاس منعقد کر کے اس فتنہ کا موثر سدباب کیا۔

موچی گیٹ لاہور کے تاریخی اجلاس کا انعقاد جامعہ نظامیہ کا ایسا سنہری کارنامہ ہے جسے بھلایا نہیں جا سکتا۔ مخالفین نے اس اجلاس کو ناکام بنانے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی تھی۔ باغ میں پانی چھوڑ دیا گیا۔ لائٹ اور لاؤڈ سپیکر کے نظام کو درہم برہم کر دیا گیا۔ ملک بھر سے اکابر علماء و مشائخ کرام کی بڑی تعداد نے شمولیت سے تاریخ ساز کردار ادا کیا۔ دشمن کے منصوبے ناکام بنا دیئے گئے اور یہ اجلاس

لاہور کی تاریخ میں سنگ میل ثابت ہوا۔ اس کے انعقاد سے شاتمان رسول انام کے گردہ کو پھر سر اٹھانے کی ہمت نہ ہو سکی۔ اہل سنت و جماعت کی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ ہوا جامعہ نظامیہ کے طلباء کے ایثار و قربانی کو اکابر نے بے حد سراہا سلطان المناظرین مولانا محمد عمر صاحب اچھروی علیہ الرحمۃ اور دیگر ممتاز علماء کرام نے ان کی حوصلہ افزائی کے طور پر خصوصی انعام دیئے

جمعیۃ العلماء پاکستان کی تنظیم نو کا کارنامہ بھی جامعہ نظامیہ رضویہ کی متحرک و فعال انتظامیہ کا مرہون منت ہے اگر ۱۹۶۸ء میں جب کہ جمعیت کے مرکزی رہنما شدید اختلاف میں مبتلا تھے حضرت مولانا مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی حضرت مولانا مفتی محمد حسین صاحب نعیمی صاحبزادہ قاضی فضل رسول صاحب، مولانا قاضی عبد النبی صاحب کوکب اور مولانا احمد علی قصوری تنظیم نو کے لیے جد و جہد کرتے تو شاید آج جمعیت کو یہ مقام حاصل نہ ہوتا ان گرامی قدر حضرات کی مساعی جمیلہ رنگ لائیں اور علامہ عبد الغفور صاحب ہزاروی علیہ الرحمۃ نے صدارت قبول فرماتے ہوئے جمعیت کو ترقی کی راہ پر گامزن فرما دیا۔

نیز مسٹر ایم مسعود سابق ناظم اعلیٰ محکمہ اوقاف نے نشہ اقتدار سے مخمور ہو کر اسلام و سنت پر سوقیانہ حملے شروع کیے اور دو نماز کا فتنہ کھڑا کیا تو اس وقت بھی پاکستان بھر میں پہلی احتجاجی آواز جامعہ نظامیہ سے بلند ہوئی اور ایسی کامیاب مہم چلائی کہ الحاد و دہریت کے اس علمبردار کو کیفر کردار تک پہنچا کر دم لیا مسعود کھگوان نے علماء حق کی تنقیص و توہین کے لیے اپنے گماشتے بھی چھوڑ رکھے تھے جو آئے دن علماء کرام کو طرح طرح کی اذیت سے دو چار کرتے رہتے اسی سلسلہ میں ڈاکٹر امیر علی صاحب جو مسعود کھگوان کا قریبی رشتہ دار تھا اس کو محکمہ اوقاف میں علماء کرام کی نگرانی پر متعین کر دیا گیا اس چرب زبان نے علماء کرام کو تنگ کرنا شروع کر دیا بعض اوقافی مولوی اس کے جھانسے میں آ گئے اور وہ اسی پروفیسر ہو گیا چنانچہ ایک روز جامع مسجد خراسیاں متصل جامعہ نظامیہ میں بھی آ نکلا حضرت مولانا مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی قرآن کریم کا درس فرما کر فارغ ہوتے تھے کہ اس نے بڑے گستاخانہ لہجہ میں کچھ کہہ دیا آپ نے اس کمینہ فطرت سے نرمی میں بات کرنی چاہی تو وہ بد زبانی پر اتر آیا سامعین کرام سے رہا نہ گیا اور اسے مسجد سے بھگا دیا۔ دوسرے تیسرے روز مکمل تیاری کے ساتھ

عشاء کی نماز میں بھی آ دھمکا۔ اور پہلے سے زیادہ درشت رویہ اختیار کرنے لگا اس پر مقتدی حضرات نے اس کی خوب پٹائی کی اب اس کے ہوش ٹھکانے لگے اور جان بچا کر بھاگ نکلا اس کارروائی پر مسٹر مسعود کھگوان نے دوسرے روز تحقیقاتی افسروں کا دستہ بھیج دیا۔ انہوں نے مفتی صاحب کی باتیں سننے پر اطمینان کا اظہار کیا ڈاکٹر امیر علی اور ناظم اعلیٰ اوقاف کی خواہش پوری نہ ہو سکی تو اس نے مفتی صاحب کو ترقی کے جھانسے جامع مسجد خراسیاں سے نکالنے کی کوشش کی آپ نے ترقی کو رد کر دیا تو اس نے علماء کرام کے ایک وفد کو آپ کے

تاکہ سچی باتیں ہوں اور جو [illegible] علماء کرام کے احترام کیے

پیش نظر استعفا دے دیا لیکن مسعود کھگوان کے خلاف ایسی تحریک چلی کہ سابق گورنر لیفٹیننٹ جنرل عتیق الرحمٰن نے اسے معطل کرنے کے آرڈر جاری کر دیئے جسے سابق ایئر مارشل نور خان نے گورنری کے عہدے پر فائز ہوتے ہی محکمہ اوقاف کی نظامت عظمیٰ سے نکال باہر کیا۔ یہ جامعہ نظامیہ رضویہ کی متحرک انتظامیہ کا وہ سنہری کارنامہ ہے جو ہمیشہ زندہ رہے گا حقیقت ہے کہ جامعہ نظامیہ رضویہ کی تاریخ ایسے ہی سنہری کارناموں سے عبارت ہے جن پر سواد اعظم بجا طور پر فخر کر سکتی ہے۔

تحریکِ ختمِ نبوۃ

علماء و مشائخ کرام کا مقدس گروہ نامساعد اور حوصلہ شکن حالات میں بھی ہمیشہ پرچم اسلام بلند کرنے میں کوشاں رہا ہے۔ یہ علماء و مشائخ ہی کا نورانی سلسلہ تھا جس نے دین اسلام کے خلاف کی جانے والی سازشوں کا قلع قمع کیا۔ گاندھی کی شاطرانہ چالوں کو ناکام بنایا۔ شدھی کی تحریک کو موت کے گھاٹ اتارا۔ نظریہ پاکستان کا پرچار کیا۔ تحریک پاکستان کو کامیابی سے ہمکنار کیا جہاد کشمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور سب سے بڑھ کر تحریک ختم نبوت کے لیے متاع زیست کو وقف کر دیا۔ اور حقیقتہً یہی وہ مرکزی مسئلہ ہے جس کے گرد جملہ مسائل طواف کرتے ہیں۔

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں غازی اسلام مولانا ابو الحسنات قادری، مولانا عبد الحامد بدایونی، علامہ عبد الغفور ہزاروی علیہم الرحمۃ، مولانا مفتی محمد حسین صاحب نعیمی مجاہد ملت مولانا عبد الستار خان نیازی، مفتی خلیل احمد قادری کے علاوہ سینکڑوں علماء اہل سنت کو قید و بند کی صعوبتیں

سے گزرنا پڑا ہزاروں عاشقانِ مصطفےٰ مقامِ مصطفےٰ کا تحفظ کرتے ہوئے گولیوں کا نشانہ بن گئے مجاہدِ ملت علامہ عبدالستار خان نیازی کو کئی ماہ کی قید کے بعد سزائے موت سنائی گئی مگر ان کے پائے استقلال کو جنبش تک نہ ہوئی حتیٰ کہ موت کو شکست ہوئی اور مولانا کو اپنے مشن میں عظیم الشان کامیابی حاصل ہوئی۔ مجھے اختصار ملحوظِ خاطر ہے اس لیے ماضی کی ان مقدس یادگاروں سے صرفِ نظر کرتے ہوئے ۱۹۷۴ء کی تحریکِ ختمِ نبوت میں صرف جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور نے جو مثالی کردار انجام دیا اس کا خاکہ پیش کرنے پر اکتفاء کرتا ہوں۔

۲۵ مئی ۱۹۷۴ء کو ربوہ ریلوے اسٹیشن پر امتِ مرزائیہ نے مسلمان طلباء پر حملہ کر دیا، دو گھنٹے تک ریل پر قبضہ جمائے رکھا گویا کہ مرزائیوں نے مسلمانوں کو چیلنج دیا وہ مسلمانوں کو آزمانا چاہتے تھے کہ کیا ان کی غیرت و حمیت مر چکی ہے یا زندہ ہے۔

اس سانحہ کا ظہور پذیر ہونا تھا کہ مسلمانانِ پاکستان نے اپنی غیرت و حمیت کا ایسا ناقابلِ فراموش مظاہرہ کیا جس کی مثال نہیں ملتی۔ سوادِ اعظم کے ساتھ دوسرے فرقوں نے بھی اتفاق کیا اور اتحاد سے اس تحریک کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کی بھرپور معاونت کی، ملک میں مرزائیوں سے بائیکاٹ کی اسکیم کامیابی سے چلی، امتِ مرزائیہ کو اندرون و بیرونِ ملک چلنا دوبھر ہو گیا، عوام و حکام، حزبِ اقتدار و حزبِ اختلاف نے بڑی سنجیدگی سے اس ناسور کو ہمیشہ کے لیے ختم کرنے کا تہیہ کر لیا۔ البتہ مولوی عبدالحکیم ہزاروی دیوبندی مولوی غلام غوث ہزاروی دیوبندی اور ان کے چند حواریوں کے سوا پاکستان میں ایک بھی ایسا فرد نہ تھا جو اس تحریک کی راہ میں روڑا بنا ہو۔

اسمبلی کے اندر اور باہر ملک کے ہر شہر اور قصبہ میں تحریک زوروں پر چل رہی تھی حکومت نے گرفتاریوں کا وسیع سلسلہ شروع کر رکھا تھا سینکڑوں عاشقانِ مصطفےٰ جیلوں میں ٹھونس دیئے گئے کئی خوش قسمت پروانہ وار شمعِ نبوت پر جان کا نذرانہ پیش کرتے ہوئے شہادت کی نعمتِ عظمیٰ سے سرفراز ہوئے۔

لاہور میں تحریک کو نہایت کامیابی سے چلانے کا سہرا جامعہ نظامیہ رضویہ کے باہمت اور غیور مدرسین و طلباء کے سر ہے جن کے شب و روز اس مشن کی تکمیل کے لیے وقف تھے حکومت کی نظر میں جامعہ کا یہ اقدام ناقابلِ برداشت تھا چنانچہ عتاب نازل ہوا اور پہلی فرصت میں جامعہ کے ممتاز علماء میں سے مولانا سید غلام مصطفےٰ عقیل، مولانا غلام ربانی قمر، مولانا حافظ منظور الحق ہاشمی کو گرفتار کر کے جیل میں بند کر دیا گیا، مولانا محمد اسماعیل ہزاروی کے وارنٹ گرفتاری جاری ہوئے، ابھی ان کی جیل میں بند ہونے کی نوبت نہیں آئی تھی کہ حکومت نے تحریکِ ختمِ نبوت کی کامیابی کو محسوس کر لیا کیونکہ قید و بند کی صعوبتوں اور گولیوں سے عاشقانِ مصطفےٰ کے جذبات کو ٹھنڈا کر سکی بلکہ حکومت کے اس اقدام نے ہی اسے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کیا۔

حضرت مولانا محمد صدیق صاحب ہزاروی مدرس جامعہ نظامیہ مجلس عمل تحفظ ختمِ نبوت علاقہ لوہاری منڈی کے سربراہ کی حیثیت سے اپنی مساعی جمیلہ کو بڑے احسن طریقہ سے بروئے کار لاتے رہے قومی اسمبلی میں جمعیۃ العلماء پاکستان کے نمائندوں کو بعض کتب کی ضرورت پڑی تو جامعہ نے بڑی مستعدی سے یہ فریضہ انجام دیا۔ مئی ۱۹۷۴ء سے ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء تک جامعہ ہذا نے اس تحریک کو کامیاب بنانے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے بجاہ حبیبہ الاعلیٰ اس تحریک کو عدیم النظیر کامیابی عطا فرمائی اور مسلمانانِ پاکستان کو ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء/۱۹ شعبان ۱۳۹۴ھ بروز ہفتہ کا وہ مبارک اور تاریخی لمحہ نصیب ہوا جس میں متفقہ طور پر قومی اسمبلی میں دورِ حاضر کے اس دجال اور کذاب مرزا غلام احمد قادیانی کی امت کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا اور آئینِ پاکستان میں نئی دفعات کا اضافہ ہوا۔

چونکہ قائدِ اہلِ سنت مولانا الحاج الحافظ القاری شاہ احمد نورانی صدر جمعیۃ العلماء پاکستان، مجاہدِ ملت مولانا الحاج عبدالستار خان نیازی، علامہ عبدالمصطفےٰ الازہری۔ مولانا سید محمود شاہ صاحب گجراتی، مولانا سید محمود احمد صاحب رضوی اور دیگر اکابرِ اہلسنت نے قومی اسمبلی کے اندر اور باہر اس تحریک میں اہم کردار انجام دیا تھا اس لیے ان اکابر کی خدمت

میں جو جامعہ نظامیہ رضویہ نے ہدیۂ تبریک پیش کرنے کے لیے ایک دعوتِ استقبالیہ کا اہتمام
کیا۔ اور مورخہ ۲۹ر شوال ۱۳۹۴ھ/۱۶ر نومبر ۱۹۷۴ء جامعہ میں عظیم الشان اجتماع ہوا۔
پاکستان کے چاروں صوبوں کے علاوہ آزاد کشمیر کے نمائندوں اور سوادِ اعظم کے عوام و خواص نے
اپنے قائدین کا بڑی گرم جوشی سے استقبال کیا۔ جامعہ کی تاریخ میں اپنی نوعیت کا بے نظیر
اجتماع تھا جس میں اہلِ سنت و جماعت کے اکابر علماء بکثرت تشریف لائے۔ قائدین
جمعیۃ العلماء پاکستان نے حاضرین سے تین گھنٹے تک خطاب فرمایا۔ جامعہ نظامیہ
رضویہ ایسے ہی اہم واقعات کا امین ہے جو مستقل محبت کے حامل ہیں جن کی مستقبل
میں حیثیت و عظمت مزید اجاگر ہوگی۔

تحریکِ نظامِ مصطفیٰ!

کہتے ہیں کہ لارڈ ڈلہوزی برصغیر پاک و ہند پر قہرِ الٰہی بن کر نازل ہوا ہوگا۔ مگر پاکستان
پر ذوالفقار علی بھٹو تو عذابِ الٰہی سے کم ثابت نہیں ہوا۔ اور یہ عذاب بڑی عجیب صورت میں
نازل ہوا۔ ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ اس کے نزول کا نقطۂ آغاز تھی۔ معاہدۂ تاشقند
اس کے لیے ہتھیار بن گیا۔ اور پھر اسے ایک بہت بڑا زوردار دے کر عوامی جذبات کے
ساتھ اس نے کھیلنا شروع کر دیا۔ کنونشن مسلم لیگ سے علیحدگی اختیار کر کے
پیپلز پارٹی کی بنیاد رکھی اور وزیرِ خارجہ کے منصب سے اس نے سے گروہ جاگیرداروں، سرمایہ
داروں، صنعت کاروں اور پاکستان کے تمام بڑے بڑے خاندانوں کو جنہیں ملک و ملت سے
بڑھ کر جماعتی مفاد عزیز تھا اپنے ساتھ ملا لیا اور اس پر طرہ یہ کہ غریبوں، محنت کشوں، مزدوروں
کی ہمدردی کا لبادہ اوڑھ کر روٹی، کپڑے اور مکان کے خوش کن نعروں سے جذبات کو
برانگیختہ کرنے میں کامیابی حاصل کر لی۔ فیلڈ مارشل محمد ایوب خان مرحوم کو عاقبت نا بینی
اور خدا دانی منصوبہ بندی لے ڈوبی اور یہ صیاد نئے جال سے عوام کو شکار کرتا آگے بڑھتا
رہا۔ حتیٰ کہ سابق صدر پاکستان محمد ایوب خان مرحوم نے عنانِ حکومت مارشل لاء کے سپرد
کر کے یحییٰ خان کے ہاتھ ملک کی قسمت وابستہ کر دی۔ یحییٰ خان نے بین الاقوامی سازش

اور ملک دشمنوں کی آرزو پوری کرتے ہوئے ون یونٹ توڑ کر صوبائی
عصبیت کی راہ کھول دی۔ انتخابات کی تاریخ کا اعلان ہوتے ہی سیاسی
میدان میں کود پڑیں۔ بھٹو اور بھاشانی نے شیخ مجیب الرحمٰن اور ان کی ہم خیال
پارٹیوں نے بھی اشتراکیت کے نعرے بلند کرنے شروع کر دیئے۔ اسلام
دشمن سوشلزم زندہ باد کے نعروں سے سرزمین پاکستان تھرا اٹھی۔ قرآن کریم جلائے
گئے۔ کمیونسٹ، سوشلسٹ دشمن عناصر نے کھلم کھلا کھیلنا شروع کر دیا۔ اسلام الہند پارٹیوں
ایسی ہی ایک ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنا رکھی تھی وہ ان میں کسی جماعت بھی شامل
نہیں۔ جو تحریکِ پاکستان کو ناکام بنانے کے لیے کانگریس کی حلیف تھیں، انہوں
نے کمال ہوشیاری سے سوشلزم کی حمایت کا اعلان کر دیا۔ ملک کے نامی گرامی
اکابر علماء کرام جن کی تعداد ایک سو تیرہ تھی سوشلزم کے خلاف فتویٰ جاری کر دیا۔ کہ
سوشلزم کو اسلام کے عادلانہ نظام کے سامنے پرِ کاہ کی بھی حیثیت حاصل نہیں سوشلزم
کی حمایت دراصل اسلام سے دشمنی کے مترادف ہے اس پر جمعیۃ العلماء اسلام کے سربراہ
مولانا مفتی محمود اور غلام غوث ہزاروی نے علماء کرام کے فتویٰ کو رد کرتے ہوئے بھٹو
کے سوشلزم کی نہ صرف حمایت کی بلکہ اکثر مقامات پر مشترکہ انتخابی جلسوں سے خطاب
کیا۔ ۱۹۷۰ء کے انتخابات میں مفتی محمود نے ایک سو تیرہ علماء کرام کے فتویٰ کی
بڑی بے باکی سے توہین کی اور فتویٰ کے رد میں جمعیۃ الاسلام کے سرکردہ ٹولے نے بڑے
ہنگامہ سے محاذ کھول دیا۔ ادھر مولانا بھاشانی نے مغربی پاکستان کا ملک گیر بذریعہ ٹرین
دورہ شروع کر دیا۔ ساہیوال اسٹیشن پر ہنگامے کرتے اور وہاں عاشقانِ مصطفیٰ کو
زدوکوب کرنے کے علاوہ جیل تک پہنچانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی پھر ہر جگہ یہی
کہتے جاتے کہ مجیب تو ملا دھمکا کر آ گیا ہے۔ ملک گیر دورہ کے بعد ٹوبہ ٹیک
سنگھ میں ایک ملک گیر ریلی کا انعقاد کیا جس میں سوشلزم کے پجاری وطن دشمن عناصر
جو پہلے ہی پاکستان کو ختم کرنے کے منصوبے بناتے رہتے تھے جوق در جوق ٹوبہ
ٹیک سنگھ جمع ہونا شروع ہو گئے۔ سوشلزم ریلی منعقد ہوئی اور ٹوبہ ٹیک سنگھ کا

[illegible] صاحب نے لینن گراڈ تجویز کیا۔ جسے کشور کی اخبارات نے خوب اچھالا
اس کے توڑ کے لیے [illegible] ان میں کسی جماعت کو سامنے آنے کی ہمت نہ ہوئی تو جمعیۃ علماء
پاکستان نے ٹوبہ ٹیک سنگھ میں سنی کانفرنس کا اعلان کر دیا اس کانفرنس کے اعلان ہوتے ہی
سواد اعظم کا بچہ بچہ ٹوبہ ٹیک سنگھ جانے کے لیے کمربستہ ہو گیا [illegible] جوش [illegible]
اس سے پہلے کبھی دیکھنے میں نہیں آیا تھا کراچی سے پشاور تک سنی کانفرنس کے چرچے
ہو رہے تھے۔ علماء اہل سنت اور اکابر جمعیۃ علماء پاکستان اس کانفرنس کو تاریخ
میں یادگار بنانے کے لیے شب و روز ایک کیے ہوئے تھے۔ سواد اعظم کی [illegible]
کی [illegible] ۱۲ جون ۱۹۷۰ء کو ٹوبہ ٹیک سنگھ میں عظیم الشان پاکستان سنی کانفرنس
کے انعقاد نے سوشلزم کے پجاریوں کو ناک چنے چبوا دیئے دو لاکھ سے زائد
سنی عوام اور تین سو سے زیادہ مشائخ عظام و علماء کرام کا [illegible]
جس میں حضرت شیخ الاسلام والمسلمین الحاج، حافظ خواجہ محمد قمر الدین صاحب سیالوی
زیب سجادہ آستانہ عالیہ سیال شریف کو متفقہ طور پر جمعیۃ علماء پاکستان کا مرکزی صدر
چنا گیا جب کہ علامہ سید محمود احمد رضوی ناظم اعلیٰ منتخب ہوئے [illegible] نے چونکہ
ٹوبہ ٹیک سنگھ کا نام لینن گراڈ تجویز کیا تھا اس لیے رد عمل کے طور پر مشائخ کرام و علماء عظام
نے اس شہر کا نام بدل کر دارالسلام رکھ دیا۔ سلطان المناظرین مولانا محمد عمر صاحب اچھروی
علیہ الرحمۃ نے حضرت شیخ الاسلام کی ملکی و ملی خدمات کے اعتراف کے طور پر ٹوبہ ٹیک سنگھ
کا نام خواجہ آباد رکھنے کی تجویز پیش کی مگر حضرت خواجہ صاحب مدظلہ نے اسے ناپسند فرماتے
ہوئے دارالاسلام کا نام رکھنے کی تجویز دی جو پاس کی گئی۔ گورنمنٹ نے بھی اسے قبول
کرتے ہوئے منظور کر لیا مگر ہر جانے کون سی مصلحت کارفرما رہی کہ دفتری کارروائی سے
آگے نہ بڑھ سکی۔ پاکستان سنی کانفرنس کی کامیابی نے جمعیۃ علماء پاکستان کو ملک
کی ایک مقبول ترین جماعت کے طور پر متعارف کرایا۔ حضرت خواجہ صاحب نے پیرانہ سالی
اور بیماری کے باوجود ہنگامی دورے شروع فرمائے جھنگ و [illegible] سنی کانفرنسوں سے
خطاب کیا۔ اس دور میں بھٹو ایک انقلابی رہنما بنا ہوا تھا۔ فتنہ پرور طاقتیں اس کی

[illegible] مگر ادھر بھٹو کے سیلاب کا مقابلہ کرنے کے لیے جمعیۃ العلماء پاکستان
[illegible] دوسری جماعت میدان میں نہیں تھی ہر جماعت انتخابات میں اتفاق و اتحاد
سے الگ اپنے اپنے امیدوار کھڑے کرنے پر مصر تھی۔ آخر جب انتخاب
[illegible] مغربی پاکستان میں پیپلز پارٹی اور مشرقی پاکستان میں عوامی لیگ
[illegible] ترتیب سے کامیاب [illegible] نہیں [illegible] کوئی واضح
[illegible] حاصل کی [illegible] جمعیۃ العلماء [illegible] جس کی تنظیم تو صرف [illegible] قبل از الیکشن
[illegible] کے باوجود [illegible] حاصل کیں بلکہ دونوں
[illegible] دوسری پوزیشن حاصل کی۔

انتخابات میں عوامی لیگ نے [illegible] سیٹیں [illegible] اصولی طور
پر [illegible] حکومت [illegible] مگر بھٹو صاحب [illegible] اس لیے
[illegible] کی دھمکیاں
دی [illegible] ادھر ہم ادھر تم کا نعرہ لگایا [illegible] اسمبلی [illegible]
تک توڑ [illegible] کو [illegible] میں [illegible] کی
اسکیم پر کامیاب ہو گیا۔ [illegible] غدار وطن [illegible] پاکستان کا بانی بننے کی طرح ڈالی اور پاکستان
کے اندرونی حالات اتنے مخدوش کر دیئے جس کی [illegible] مشرقی پاکستان کے
عوام [illegible] ہو گئے
ہندوستان نے اس سے بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنی فوج مشرقی پاکستان میں
دھکیل دی [illegible] مغربی پاکستان پر حملہ کر دیا۔ بھٹو [illegible]
[illegible] طرف سے ساتواں بحری بیڑا پاکستان کی امداد کے لیے آ رہا ہے [illegible] نے ہماری
[illegible] کا وعدہ کر لیا ہے ان چالوں کو اس وقت تک [illegible] جب تک سقوط
[illegible] نہ ہو گیا۔ قوم متحدہ میں [illegible] بھارت جنگ [illegible] گئی [illegible] کانفرنس
[illegible] نے [illegible] گوارا نہ کیا۔ پھر اس فلمی [illegible] نے [illegible]
[illegible] بڑی حقارت سے پھاڑ [illegible] سے باہر نکل آیا۔ اگر اس قرارداد

کو وہاں بیٹھ جانا تو منظور تھا لیکن پاکستان کی علیحدگی کا ایک صدمہ جسے برداشت کرنا پڑا
اسے تو ایک مدت سے بغاوت سے زیادہ اقتدار عزیز تھا اور وہ بھی ملک ایسے آمر کی
جانب سے جس کے متعلق ماضی کی تاریخ میں کوئی مثال نہیں مل سکتی ہو اس خیال سے
کہ اب پاکستان ٹوٹ رہا ہے فوج پاکستان کی عظمت تک بھی گئی فوج اور عوام کو انڈیا
قیدی بنا لیا۔ سیاسی منصب اور اس کو عزت کمہ قرار دیا جبکہ کسی مدد کے رہا کر دیا گیا جب کہ مجیب
الرحمن کی مداخلت کے بدلے افواج پاکستان اور عوام ان کی قید میں پڑے ہیں
نے رہا کرنے پر اسمبلی کا اجلاس کے پردے میں بنگلہ کو منظور کرنا جبکہ
پوری قوم اس کے خلاف تھی اور پھر مغربی پاکستان جسے اب اس نے نئے پاکستان
کا نام دے دیا تھا۔ اسمبلی کی کارروائی شروع ہوئی تو اس نے قومی اسمبلی کے منتخب ارکان
کو خوف و لالچ سے خریدنا چاہا۔ من مانی کارروائی کو دستور سے تعبیر کیا جانے لگا
پیپلز پارٹی کے ہر منتخب رکن نے اس فارمولے کو اپنی عزت و آبرو ڈنک کا مالک تسلیم کر لیا
سیاسی پارٹیوں کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم کرنے کی خاطر ایف ایس ایف اور افواج پاکستان
کے مقابل ایک نئی فوج تیار ہونے لگی جمہوریت کا پرچار کرنے والے اس مکار نے
جمہوریت کا گلا گھونٹ کر رکھ دیا۔ عوامی اجلاس تو کجا اسمبلی کے ارکان تک بائیکاٹ
پر مجبور ہو گئے۔ روٹی کپڑے اور مکان کا نعرہ لگانے والے نے عوام کو روٹی کی بجائے
گولی، کپڑے کی بجائے کفن، اور مکان کی جگہ قبر کے سامان مہیا کر دیئے۔ مزدوروں کی
ہمدردی کا دعویٰ کرنے والے اس بے رحم انسان نے شیطان کو بھی مات کر دیا اور
مزدوروں کو اب کشائی کی نوبت تک نہ آنے دی اگر کسی طرف سے اپنے حقوق
کی آواز بلند کرتا تو گولیاں اس کا استقبال کرتیں، لوگ گھی کے تین تک کے لیے قطاروں
میں کھڑے رہتے۔ راشن ڈپو سب کے سب پیپلز پارٹی کے غنڈوں کے ہاتھ
آ گئے جبکہ آٹا، چاول، گندم حتی کہ سبزیاں سب نایاب پر آفت بن کر چھا گئی
عریانی و فحاشی کے لیے ہفتے منائے جانے لگے اور ملک بھر میں ڈراموں کا دور
اپنے وقت کے اس ہٹلر نے اسی نہج پر ترتیب دیا کہ جس شہر یا صوبے کا دورہ

ہر ٹرین کو بلاوجہ روک کر مشترد مسافروں کو رستے ہی میں اتار دیا جاتا بچے بلبلاتے
ہوئے چیختے، بوڑھے سسکتے رہتے مگر اس جابر اور ظالم کی خواہشات کی تکمیل کے لیے
ٹرین دھکا کر مسافروں کی مجبوریاں، بچوں کی آہیں، عورتوں کا چلانا، بیماروں کا کراہنا
بوڑھوں کا رونا سنائی نہ دیتا۔ اگر کہیں عوام نے احتجاج کیا تو پولیس گولی سے خاموش
کر دیا جاتا۔ دنیا پکار اٹھی خدایا اس عذاب سے بچا۔ غرض باشندگان پاکستان
اس مطلق کے پنجہ استبداد میں پھنس کر رہ گئے اور بے بس و لاچار ہو گئے اگر کبھی
کبھار قومی اسمبلی، صوبائی اسمبلی کی نشست خالی ہوتی تو ضمنی انتخاب کے لیے ایف ایس
ایف اور غنڈوں کی فوج ظفر موج ووٹروں کا کام خود ہی انجام دیتی ساتھ ہی ساتھ اگر
کوئی شریف انسان ووٹ ڈالنے پولنگ اسٹیشن پر جاتا تو جھوٹا نہیں ہے۔ فرد
ہنسا کرتے کہ جناب حضرت آپ نے تو یونہی تکلف فرمایا۔ جناب آپ کا ووٹ ڈال دیا
گیا ہے۔ ہتھکنڈوں سے ضمنی انتخاب جیتے جاتے اپوزیشن نے ایسی مکروہ چالوں
کو ناکام بنانے کیلئے ضمنی انتخابات کا مکمل بائیکاٹ کر دیا۔ البتہ پاکستان بھر میں جمعیۃ العلماء
پاکستان واحد جماعت تھی جس نے ضمنی انتخاب کے ذریعہ بھی بھٹو شاہی کو شکست دینے کی
پالیسی جاری رکھی اور پھر قوم نے دیکھا کہ حیدرآباد کے ضمنی انتخاب میں جمعیۃ العلماء پاکستان کا
امیدوار جناب محمد عثمان کینسبندی بھاری اکثریت سے پیپلز پارٹی کو شکست دے کر
کامیاب ہوا۔

دراصل آپ پڑھ چکے ہیں کہ دارالسلام ٹوبہ ٹیک سنگھ کانفرنس میں حضرت شیخ الاسلام خواجہ
محمد قمر الدین صاحب سیالوی مدظلہ کو جمعیۃ العلماء پاکستان کا مرکزی صدر چنا گیا تھا
۱۹۷۰ء کے انتخاب ہونے کے بعد آپ کی جگہ حضرت مولانا شاہ احمد نورانی
جمعیۃ العلماء پاکستان کے صدر منتخب ہوئے قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانی
کی صدارت میں جمعیۃ العلماء پاکستان نے ایک مقام حاصل کیا۔ اور سیاسی طور پر یہ
بڑی فعال جماعت ثابت ہوئی ملک و ملت کی اکثریت آج اسی جماعت
سے وابستہ ہے سواد اعظم کی دیرینہ آرزو کی تکمیل ہوئی اور اس جماعت کی جاندار قیادت

نے پالیسیوں کے باوجود یہی۔ ایک حیثیت خوالی ہے۔ الغرض بھٹو شاہی کا دور پاکستان
کے لئے منحوس تھا۔ آپ دور ہے جس میں دین کا مذاق اڑایا گیا تھا۔ [illegible] زمین کی
گئی عصمتوں کو لوٹا گیا۔ [illegible] بے [illegible] ملکی وقار
خاک میں مل گیا۔ [illegible] بھٹو کے دور [illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible] چوہدری رفیق احمد باجوہ کے مکان پر ایک
ہی رات میں [illegible] عوام میں بڑی پذیرائی ہوئی۔ مشترکہ طور پر انتخابی مہم
کا آغاز کراچی سے [illegible] پورا ملک نظام مصطفے کے نعروں سے سرشار
پاکستان قومی اتحاد کی کامیابی [illegible] ہوگیا۔ اس عدم استقلال یا بحالت سے بھٹو شاہی
[illegible] اور اپنے مخصوص [illegible] کردار کو بروئے کار لانا شروع کر دیا۔ [illegible]
کے علاوہ ہتھکنڈوں سے مدد حاصل کی گئی مگر یہ تمام حربے ناکام ہو گئے تو انتخابات

[illegible] کی یہی سکیم تھا۔ ہوئی جو دنیا کے کسی انسان کے خواب میں بھی نہیں تھی۔
۷ مارچ ۱۹۷۷ء کو پولنگ اسٹیشنوں پر عوام کا جوش و خروش قابل دید تھا۔ مگر ادھر
بھٹو کے حواری [illegible] یرغمال کر رہے تھے۔ جعلی ووٹ بھر رہے
کی تعداد میں بوتھوں میں ٹھونسے جا رہے تھے۔ ووٹروں کو نہ صرف پریشان کیا جا رہا
تھا بلکہ کئی مقامات پر گولیاں بھی چلتی رہیں۔ کئی ووٹروں کو قتل کر دیا گیا۔ بعض جگہ
عملہ خود ہی ووٹر [illegible] کا انجام [illegible] اس [illegible] کی حالت ناقابل بیان
[illegible]

[illegible]

[illegible] لوگوں سے [illegible] کو دیکھا کہ [illegible] رہے تھے۔
جو [illegible] تو [illegible] طور [illegible] قومی اتحاد بائیکاٹ کر [illegible]
[illegible] انتخابات [illegible] حیران کن نتائج
[illegible] رد عمل سے خود [illegible] واقف تھے۔ [illegible] سوچا بھی نہیں تھا
[illegible] گزشتہ تجربات تھے دوران تجربات کی
[illegible] میں اپوزیشن کو دبانا چاہتا تھا۔ لیکن [illegible] خبر نہیں تھی کہ اب وقت گزر چکا ہے
[illegible] حربے، اب دفاع نہیں کر سکتے۔ پاکستان قومی اتحاد کے مرکزی سربراہوں نے

۱۴ مارچ ۱۹۷۷ء کو تحریک چلانے کا اعلان کر دیا اور پھر یہ دیکھتے ہی دیکھتے تحریک نظام
مصطفےٰ نے پورے ملک کو اپنی آغوش میں لے لیا۔ بھٹو، جیسے سیاسی داؤ پیچ میں ماہر
ہنرمند، سفاک ترین شخصوں سے بھی، اس ظالم نے بازی لے جانے کی کوشش میں سب
کچھ داؤ پر لگا دیا۔ دہشت گردی، ٹینک، آنسو گیس، گیس کے شیل، پولیس، فیڈرل سکیورٹی فورس
جانباز فورس، مجاہد فورس، حتیٰ کہ فوج، دو عوامی دستوں کے علاوہ پالتو غنڈے، خنجر
طوائفیں، یہ سبھی تمام طاقتیں پاکستانی عوام پر چڑھ دوڑیں۔ عورتیں، بچے، بوڑھے
نوجوان، طلباء، وکلاء، علماء اور دیگر شہری "نظام مصطفےٰ" کا نعرہ لگا کر سینے تانے نظام
مصطفےٰ کے لیے آگ اور خون سے گزر رہے ان کے لیے ایک کھیل بن چکا تھا۔
ملک کی جیلیں ناکافی ہونے کا اعلان کر رہی تھیں۔ اور یہ تحریک بازاروں سے جیلوں
تک چل رہی تھی جیل کے محافظین خود تحریک کے حامی بن چکے تھے، بعض جگہ جیل
کے اندر بھی تشدد جاری رہا۔ مگر ہر نیا سورج اس ظالم کے ہر نئے حربے کو ناکام بنا کر
غروب ہوتا۔ پاکستان کے ہر چھوٹے بڑے شہر اور قصبہ کے علاوہ بعض بستیوں میں بھی
اس تحریک نے سر اٹھایا۔ ہر بڑے شہر کے کردار کو اجاگر کرنے کے لئے ایک تاریخ مرتب
کرنے کی ضرورت ہے۔ کراچی، لاہور، ملتان، حیدرآباد، سیالکوٹ، لائلپور، گوجرانوالہ
راولپنڈی، اسلام آباد، پشاور، تحریک نظام مصطفےٰ کے مرکز بنے رہے۔ تحریک نظام
مصطفےٰ میں لاہور کا کردار پاکستان کے ہر غیرت مند شہری پر واضح ہے۔ یہاں مرکز شہر
کی مرکزی درسگاہ جامعہ نظامیہ کے طلباء و مدرسین نے جس جانفشانی کا مظاہرہ کیا
اسے اختصار کے طور پر پیش کرنے کی جسارت کرتا ہوں۔

تحریک نظام مصطفےٰ میں جامعہ نظامیہ کا کردار

یوں تو جامعہ نظامیہ رضویہ کا وجود ہی عملاً اس پاکیزہ نظام کا مرہون منت ہے
جس کی خاطر ملک و ملت کا ہر فرد بیش بہا قربانیاں دیتا رہا ہے مگر عملاً مملکت پاکستان
کو اس نظام کے تحت چلانے کی کسی بھی حکمران نے کوشش نہیں کی اور نوبت

یہاں تک پہنچ گئی کہ حکمران طبقہ اسلام سے مذاق پر اتر آیا۔ انتخابات کے دوران دو قسم
کے نعرے ہر خاص و عام کو سنائی دیتے رہے۔ ایک طرف سے آواز آتی "طاقت کا سرچشمہ
اللہ تعالیٰ کی ذات ہے" تو دوسری طرف یہ سنائی دیتا "طاقت کا سرچشمہ عوام ہیں"
اس بنیادی فرق نے واضح کر دیا کہ اس سرزمین کے باشندوں کو دہریت کی طرف
بڑی تیزی سے دھکیلا جائے گا۔ ادھر پروردگار عالم نے اپنی معمولی سی گرفت کا مظاہرہ
فرماتے ہوئے اس ظالم آمر مطلق کو دھاندلیوں کی پاداش میں اپنی طاقت کا مزا چکھا
کے ہمیشہ کے لیے عاشقان مصطفےٰ کو سرخرو کر دیا اور ان کو جذبہ مرحمت فرما دیا، ادھر پاکستان
قومی اتحاد کے قائدین نے تحریک نظام مصطفےٰ کا اعلان کیا۔ ادھر عوام و خواص میدان عمل میں کود پڑے اس تمام عرصہ میں جامعہ
نظامیہ رضویہ نے اپنی بساط سے بڑھ کر حصہ لیا جامعہ کے طلباء اور اساتذہ نے جان کی بازی لگا دی
۱۴ مارچ ۱۹۷۷ء سے لے کر جولائی ۱۹۷۷ء تک جس طرح قائدین قومی اتحاد کا اعلان پر عمل ہی رکھا تحریک کے
دوران اپنے نفسی والعقل سے بھی بڑھ کر [illegible] ہر جلوس میں شمولیت
کر کے [illegible] جامعہ کے ہر مدرس [illegible] نے کسی
نہ کسی طرح تحریک نظام مصطفےٰ میں حصہ لیا مگر یہاں چند مدرسین اور کچھ طلباء کرام کا
تعارف پیش کیا جاتا ہے جنہوں نے نمایاں طور پر تحریک میں خدمات انجام دیں

مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی

آپ جامعہ نظامیہ رضویہ کے ناظم اعلیٰ اور دارالافتاء کے مفتی، تنظیم المدارس پاکستان
اہل سنت و جماعت کے مرکزی ناظم ہیں۔ آپ کی تمام تر صلاحیتیں جامعہ کی تعمیر و ترقی
اہل سنت و جماعت کی مرکزی تنظیم کی فلاح و بہبود اور طلباء کرام میں عمل کی سپرٹ
کو تیز کرنے میں وقف ہیں۔ آپ کام کرنا اور کروانا خوب جانتے ہیں۔ اس کے علاوہ
آپ فنون کے جامع ہیں تدریس پر کامل عبور رکھتے ہیں۔ بلند اخلاق و انکسار میں
اہل سنت و جماعت کی قدر و منزلت سے ان کا قلب مملو ہے حضرت شیخ
الحدیث مولانا الحاج ابوالفضل محمد سردار احمد صاحب محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ

سے بے شمار تلامذہ ہیں تیار ہوتے ہیں سیاسی طور پر جمعیت علمائے پاکستان کے حامی و ہمدرد ہیں۔ حال ہی میں قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانی اور محی الملت علامہ عبدالستار خان نیازی سے والہانہ عقیدت رکھتے ہیں پاکستان قومی اتحاد جب وجود میں آیا تو اس کے مطالبات پر [illegible] رہے جب کبھی پاکستان میں مذہبی تحریک چلی آپ نے کھل کر حمایت کی جب تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء میں آپ کی خدمات سے اکابر اہل سنت [illegible] ہیں پاکستان قومی اتحاد کی بھرپور حمایت کی اور اپنے حلقہ اثر [illegible] کو اس طرف متوجہ کر کے اتحاد کی [illegible] حمایت رہے تحریک نظام مصطفےٰ شروع ہوئی [illegible] آپ کی [illegible] سے [illegible] مقصد سامنے [illegible] گئے [illegible] جب حضور کا عوامی ناطقہ ہوا [illegible] جب [illegible] میں بھی آپ نے فائدہ جامعہ سے گھر اور گھر سے جامعہ کر [illegible] آہستہ جاتے رہے اور جامعہ کے منتظم و اساتذہ کی [illegible] آپ کا جذبہ اور تازہ ولولہ ملتا آپ [illegible] سے نوازتے اور طلباء کرام نئے جذبات سے سرشار اپنے اپنے مقام پر [illegible] یہ حقیقت ہے کہ مدرسین و طلباء کرام نے جو کردار تحریک نظام مصطفےٰ میں انجام دیا وہ آپ ہی کی تربیت کا ثمرہ ہے [illegible] وہ آپ ہی کا کردار ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی صحت [illegible] سے اہل سنت وجماعت کو زیادہ سے زیادہ مستفیض ہونے کی سعادت عطا فرمائے اور آپ کا سایہ تادیر سلامت رکھے تحریک نظام مصطفےٰ کے جواز میں اکابر علمائے اہل سنت نے جو فتویٰ جاری فرمایا متفقہ طور پر آپ بھی شریک ہیں اور فتویٰ پر آپ نے بھی دستخط فرمائے۔

مفتی غلام سرور قادری

حضرت مولانا مفتی ابوسعید غلام سرور صاحب قادری مدظلہ کا اہل سنت وجماعت کے ممتاز اور معروف مدرسین میں شمار ہوتا ہے ادب عربی سے خصوصی لگاؤ رکھتے ہیں

درس میں مہارت رکھنے کے ساتھ ساتھ تحریر و تقریر پر بھی عبور حاصل ہے آج کل جامعہ نظامیہ رضویہ میں استاذ الحدیث والادب کے منصب پر فائز ہونے کے علاوہ بیگم جامع مسجد (بادامی باغ) لاہور میں خطابت کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔

حضرت مولانا مفتی ابوسعید صاحب قادری کے آباؤ اجداد کشمیر سے منتقل ہو کر اوچ شریف تشریف لاتے اور بعد میں کے ہو رہے آپ کے والد ماجد ملک خدا بخش بن ملک محمد موسیٰ موضع خانانی ضلع مظفر گڑھ میں زمینداری کرتے ہیں۔

آپ کے اکابر اساتذہ کرام میں حضرت شیخ الحدیث مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد صاحب محدث اعظم پاکستان علامہ اکمل و غزالی زمان علامہ سید احمد سعید صاحب کاظمی مدظلہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ان گرامی قدر اساتذہ کی تربیت کے جوہر آپ سے نمایاں ہیں۔ آپ کے مناقب سے صرف نظر کرتے ہوئے یہاں صرف آپ کی تحریکی خدمات کا خاکہ پیش کیا جاتا ہے۔ تحریک ختم نبوت میں آپ نے خوب حصہ لیا۔ —— باوجودیکہ آپ محکمہ اوقاف کے خطیب تھے لیکن بھٹو شاہی اوقاف کے احکام بالا کے سامنے خم ٹھونک کر ڈٹے رہے —— جس کی پاداش میں آپ کو ہارون آباد سے گرفتار کر کے بہاولنگر سنٹرل جیل میں بند کر دیا گیا ہفتہ بھر قید تنہائی میں رہنے کے بعد رہائی ملی اسی طرح تحریک نظام مصطفےٰ میں آپ نے پوری عالمانہ شان سے حصہ لیا اور لاہور میں تحریک کو عروج پر پہنچانے میں آپ کی کاوش قابل فخر ہے حتیٰ کہ آپ کو گرفتار کر کے سنٹرل جیل ساہیوال پہنچا دیا گیا ایک ماہ متواتر قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرتے رہے نہ جانے کب تک محبوس رہتے مگر اللہ تعالیٰ نے غلامان مصطفےٰ کی لاج رکھ لی اور بھٹو کے اعمال اس پر عذاب بن کر نازل ہوئے تحریک نظام مصطفےٰ کے سپاہیوں کو جیلوں میں رہائی کے پروانے ملنے لگے چنانچہ اس دوران میں آپ کی رہائی بھی عمل میں آئی آپ کا مجاہدانہ کردار سواد اعظم کے لئے باعث صد افتخار رہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے علوم و فنون سے ملت اسلامیہ [illegible] زیادہ سے زیادہ مستفیض ہونے کی توفیق مرحمت فرمائے، اور جامعہ نظامیہ رضویہ کی تعمیر [illegible] سے آپ اپنی تمام مساعی جمیلہ کو بروئے کار لاتے رہیں۔

مولانا محمد عبد الحکیم شرف قادری

حضرت مولانا محمد عبد الحکیم شرف قادری اہل سنت وجماعت کی ایک معروف شخصیت ہیں جن کی تحقیقی، علمی اور تاریخی کاوشیں اظہر من الشمس ہیں۔ بڑے وسیع المطالعہ اور شفیق و مخلص انسان ہیں۔ اہل سنت وجماعت کے تحریری خلا کو محسوس فرماتے ہوئے، انہوں نے ایک عرصہ سے اس محاذ پہ کام کیا اور آج یہ عالم ہے کہ اہل سنت وجماعت نے اس میدان میں قابل فخر کارنامے انجام دے کر مخالفین کو حیران و ششدر کر دیا ہے۔ آپ بہت سی تاریخی، درسی، فقہی، عربی، اردو اور درسی کتابوں کے مصنف ہیں۔ آپ کی ضخیم و عظیم تاریخی کتاب تذکرہ اکابر اہل سنت کو عوام و خواص میں بڑی پذیرائی حاصل ہو چکی ہے۔ آپ استاذ العلماء علامہ عطا محمد صاحب چشتی بندیالوی کے تلامذہ میں سے ہیں۔ امام اہل سنت مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا سید ابو البرکات سے شرف نسبت رکھتے ہیں۔

دار العلوم اسلامیہ رحمانیہ ہری پور، مدرسہ اسلامیہ اشاعت العلوم چکوال میں آپ نے تدریسی خدمات انجام دیں۔ آخر مولانا مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی مدظلہ کے ایماء پر جامعہ نظامیہ رضویہ میں چلے آئے اور حضرت مفتی صاحب نے آپ کی فنی صلاحیتوں کے باعث آپ کو جامعہ کے صدر المدرسین کا عہدہ تفویض فرمایا۔ تدریس کے ساتھ ساتھ آپ نے تحریری میدان میں کمی نہیں آنے دی بلکہ اسے بام عروج پر پہنچانے کے لیے ایک وسیع منصوبہ مرتب کیا۔ اور چند ساتھیوں کی شرکت سے مکتبہ قادریہ قائم فرمایا۔ آج مکتبہ قادریہ اہل سنت وجماعت کے اشاعتی اداروں میں بلند مقام رکھتا ہے۔ مولانا شرف قادری مدظلہ کی تربیت سے طلباء کرام میں تحریری ذوق میں خاصا اضافہ ہوا۔ بعض ہونہار طلباء نے اپنی گرہ سے قابل قدر رسائل شائع بھی کیے۔ اسی طرح آپ کے فیض سے طلباء میں عشق مصطفیٰ کی دولت بڑھ رہی ہے جب تحریک نظام مصطفیٰ شروع ہوئی تو آپ جانثاری کے لیے بیقرار نظر آتے تھے، بارہا گرفتاری پیش کرنے کی تیاری کی خصوصاً جب قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانی کو بعض کے حکم پر گرفتار کر لیا گیا

... بڑے بیتاب ہوتے اسی روز آپ کے خسر صاحب کا وصال ہو گیا مگر اپنے خسر کے وصال سے زیادہ مولانا شاہ احمد نورانی کی گرفتاری سے متاثر تھے اور راقم الحروف سے کہنے لگے اب ہمیں بھی گرفتاریاں پیش کرنی چاہئیں میں نے جواباً کہا اگر گرفتاری تحریک کے لیے باہر رہنے سے زیادہ موثر ہے تو اس پر فوری عمل کے لیے تیار ہوں مگر جذبات پر قابو رکھنے اور سوچنے تحریک کے لیے آپ کا باہر رہنا زیادہ ضروری ہے۔ کیونکہ طلباء جو تحریک کا ایک کردار بن چکے ہیں ان کی تربیت اور ان کو ہدایت سے نوازنا اور ان کے حوصلے بڑھانا گرفتاری سے بھی اہم ہے۔ چنانچہ آپ نے میری اس بات کو پسند کیا اور جیل سے باہر ہی طلباء کو گائڈ کرتے رہے۔ آپ نے متعدد جلوسوں میں شرکت فرمائی خصوصاً تحریک نظام مصطفیٰ کے جواز میں اکابر علماء اہل سنت نے جو فتویٰ جاری کیا اس فتویٰ کے محرک آپ ہی ہیں اور فتویٰ کا مضمون آپ نے ہی ترتیب دیا جس پر اکابر علماء نے اپنے دستخط ثبت فرمائے جسے بعد میں اخبارات کے ذریعہ مشتہر کیا گیا اور اس فتویٰ نے تحریک کو مزید جلا بخشی تاریخ میں آپ کا یہ کارنامہ ہمیشہ یاد رہے گا۔

آپ نے متعدد جلوسوں میں شرکت فرمائی خصوصاً ۳ مارچ ۱۹۷۷ء کو مسلم مسجد میں علماء کرام کے جلوس میں شریک ہوتے اسی طرح نسبت روڈ پر نکلنے والے جلوس میں شامل ہوتے جامع مسجد کرشن نگر میں جمعہ کے خطبوں میں آپ نے تحریک نظام مصطفیٰ کی اہمیت پر روشنی ڈالی، اور وہاں سے نکلنے والے جلوس کے قائدین میں شامل تھے۔

مولانا محمد صدیق ہزاروی

موضع جیجوڑی علاقہ مانسہرہ، ہزارہ کے رہنے والے ہیں حضرت مولانا مفتی

محمد عبدالقیوم ہزاروی کے شاگرد رشید ہیں جامعہ نظامیہ رضویہ کے اکابر فضلاء میں سے
ہیں، علوم عربیہ کی تکمیل کے بعد گو آپ بھی اسی جامعہ میں ایک عرصہ سے تدریس کے
ساتھ ساتھ تنظیمی امور کی انجام دہی میں حضرت مفتی صاحب کے معاون ہیں جامع مسجد
خراسیاں میں امامت و خطابت کے فرائض بھی آپ ہی کے سپرد ہیں متعدد مدارس اور
دارالعلوم کی سرپرستی کی خدمات بھی آپ سے وابستہ ہیں آپ کی قابلیت مسلمہ ہے
انتہائی خاموش طبع زاہد عظمت نشان ہیں تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء میں علاقہ ہزارہ کی
کی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کی صدارت آپ کو سونپی گئی اور آپ نے اپنی جدوجہد و صلاحیتوں
سے تحریک ختم نبوت کو بڑی کامیابی سے آخر تک جاری رکھا حتیٰ کہ بھٹو شاہی تحریک
ختم نبوت کی کامیابی کے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو گئی عدیم الفرصت ہونے کے
باوجود بھی آپ نے ایک اہم تاریخی کتاب تعارف علماء اہل سنت تصنیف فرمائی جو
بڑی اہمیت کی حامل ہے تحریک نظام مصطفےٰ میں آپ نے باقاعدہ حصہ لیا۔
لاہور میں نکلنے والے تمام مرکزی جلسوں میں شامل ہونا معمول رہا ظلم و تشدد کی بھیانک
ساعتوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھا، غنڈوں کے دستے بھگدڑوں سے تڑپ
اٹھے اور ملت اسلامیہ پاکستان کی نجات کے لیے بے باک آنکھوں سے دعائیں کرتے
رہتے کہ اللہ تعالیٰ دنیا کے اس کینہ فطرت شیطان صفت انسان نما حیوان کے
شکنجے سے رہائی نصیب فرمائے۔ آپ کی معیت میں اکثر و بیشتر طلباء خصوصاً حضرت
مولانا حافظ محمد عبداللہ صاحب ساتھ رہتے آپ انہی کے احوال میں ان کی
روئیداد کو ملاحظہ فرمائیے۔

مولانا حافظ عبدالستار

جامعہ نظامیہ کے زیرک عالم، علمی بصیرت کے مالک، انتہائی نڈر، دور اندیش، اور
قابل ترین مدرس ہیں آپ نے سند فراغت جامعہ سے ہی حاصل کی اور شعبہ
تدریس سے منسلک ہو گئے دیگر تنظیمی امور کی انجام دہی میں بھی حضرت مفتی صاحب

ادا ہو جاتے رہتے ہیں، اکابر ملت سے والہانہ عقیدت اور عشق مصطفےٰ ان کا سرمایہ
حیات ہے، جامع مسجد غوثیہ قلعہ گوجر سنگھ میں خطابت فرماتے ہیں۔ ضلع راولپنڈی
کے قصبہ سنگوانہ میں آپ کے والدین رہائش پذیر ہیں وہی آپ کا مولد ہے مگر
دین کی محبت اور علم کے حصول نے لاہور پہنچایا اور پھر بعد از فراغت یہیں کے ہو کر رہ گئے
حضرت مفتی صاحب کی نگاہ فراست نے اپنے شاگردوں میں سے بعض ایسے جوہر آبدار
منتخب کیے جو مستقبل میں اہل سنت و جماعت کی آرزوؤں کی تکمیل کا باعث بنتے
ہیں۔ انہی میں مولانا حافظ عبدالستار صاحب بھی ہیں جن کی اسی نہج پر تربیت
فرمائی کہ آج اگر ایک طرف اعلیٰ مدرس ہیں تو دوسری طرف صاحب قلم بننے کی صلاحیتوں
سے بھی مالامال ہیں چنانچہ حضرت مفتی صاحب نے آپ سے فرمایا کہ تصانیف علماء
اہل سنت پر ایک جامع کتاب مرتب کی جائے اور جن فرقوں دستور الملۃ کا پابند بنایا
بعدہ انہی ستر الطول آپ نے ایک نہایت علمی کتاب مرتب فرما دی جو ان شاء اللہ العزیز
مستقبل قریب میں منصہ شہود پر آجائے گی۔ تحریک ختم نبوت میں آپ نے حضرت
مولانا محمد صدیق صاحب ہزاروی کے شانہ بشانہ کام کیا اور اسی طرح تحریک
نظام مصطفےٰ میں بھی آپ نے انہی کی معیت میں خدمات انجام دیں۔ آپ اپنی روئیداد سناتے
ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ میں تحریک نظام مصطفےٰ میں، شروع سے انتہا تک اسے
فرض سمجھ کر شریک رہا۔ پاکستان قومی اتحاد کی طرف سے اعلان ہوا کہ ۲۰ مارچ ۷۷ء
کو بعد نماز عصر شاہی مسجد لاہور میں نظام مصطفےٰ کے نفاذ کے لیے جلوس نکالا جا رہا ہے
چنانچہ نماز ظہر کے بعد مولانا محمد صدیق صاحب ہزاروی کے ساتھ جلوس میں شرکت کا عزم
لے کر شاہی مسجد پہنچ گئے مسجد کی طرف آنے والے تمام راستوں پر پولیس کی بھاری تعداد موجود تھی نماز
عصر سے قبل ہی پولیس نے مسجد کی ناکہ بندی کر دی تھی۔ لوگوں نے احتجاج کیا تو جواباً
پولیس نے آنسو گیس کا استعمال شروع کر دیا جو کہ رنگ محل تک آنسو گیس نے عوام
کو اپنی لپیٹ میں لے لیا، ہم پھر بھی کسی نہ کسی طرح ہمت کر کے شاہی مسجد میں داخل
ہو گئے مقررین کے اظہار جذبات اور نماز عصر کی ادائیگی کے بعد کلمہ طیبہ کا ورد کرتے

نظامِ مصطفیٰ کے نعرے لگاتے مسجد سے باہر آ گئے جلوس جب سنہری مسجد کے عقب میں مسجد [illegible] کے قریب پہنچا تو پولیس اور ایف ایس ایف کے دستوں نے بغیر کسی پیشگی وارننگ کے سرکار جلوس پر بے دردی سے لاٹھی چارج شروع کر دیا جس کے دوران حضرات جو ابھی گرفتاریاں پیش کر رہے تھے وہ بھی اس تشدد سے محفوظ نہ رہ سکے تمام راستے مسدود تھے۔ دس منٹ تک لاٹھی چارج جاری تھا، آہ و بکا کی آوازیں بلند ہو رہی تھیں میں نے [illegible] کی طرف بڑھنے کی کوشش کی تو ادھر بھی پولیس موجود تھی [illegible] میرے جسم پر بھی ضربیں آئیں۔ اسی عالم میں [illegible] میں داخلہ کی کوشش کی تو میرے گھٹنے پر شدید لاٹھی لگی اور خون بہنے لگا زخمی حالت میں [illegible] اور ایک جراح سے مرہم پٹی کرائی۔ زخم کی شدت کا اندازہ آپ اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ تقریباً دو ہفتے تک نماز میں قعدہ نہ کر سکا۔

۳۱ مارچ ۱۹۷۷ء بعد نماز ظہر نظامِ مصطفیٰ کے نفاذ کے لیے علماء کرام نے جلوس نکالنے کا اعلان کیا۔ اس اعلان سے لوگ حیران تھے کہ علماء جلوس نکال رہے ہیں پیپلز پارٹی کے جیالے [illegible] مذاق کر رہے تھے کہ [illegible] مولوی کیا خون دے سکتے ہیں یہ محض ڈرامہ ہوگا مگر چشمِ فلک نے دیکھا کہ اس تحریک کو علماء کرام کے جوش و جذبہ، ایثار و قربانی اور خون نے پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ بغرض اسباق سے فارغ ہو کر جامعہ نعیمیہ کے گیارہ مدرسین اور ۳۰۰ طلبہ کرام کا ایک زبردست جلوس جامعہ نعیمیہ سے شروع ہوا اور مسلم مسجد پہنچا۔ نماز ظہر کے بعد مقررین علماء کرام نے نظامِ مصطفیٰ پر روشنی ڈالی۔ اور اس کے بعد ایک عظیم الشان جلوس کی ترتیب شروع ہوئی اور قواعد و ضوابط کے مطابق دو دو علماء ٹولیوں کی صورت میں سڑک پر آ گئے تو انارکلی چوک میں پولیس نے راستہ روک لیا۔ بڑی کوشش کی گئی مگر پولیس نے جلوس کو راستہ نہ دیا۔ قائدین جلوس نے اعلان کیا کہ نماز عصر سڑک پر ادا کی جائے گی اور ہر صورت میں جلوس یہاں سے گزرے گا ابھی صفیں درست ہی کی تھیں کہ پولیس نے لاٹھیوں کا وحشیانہ استعمال شروع کر دیا۔ متعدد علماء کرام زخمی ہو گئے لوگ تیزی سے مسلم مسجد کی طرف بڑھے اور

دیکھتے ہی دیکھتے مسجد بھر گئی یہاں نماز عصر ادا کی گئی اور طے پایا کہ جلوس شروع کیا جائے دوران نماز پولیس نے آنسو گیس کے شیل پھینکنا شروع کر دیئے۔ اس زہریلی گیس کے [illegible] گولے مسجد میں گرتے رہے۔ لوگ زخمی ہو کر تڑپنے لگے اکثر بے ہوش ہو گئے پولیس اور ایف ایس ایف جوتوں سمیت مسجد میں گھس گئی اور علماء کرام، ضعیف و ناتواں بزرگوں کی داڑھیوں کو نوچا اور ننگے جسم فرش پر گھسیٹا، قرآن کریم کی بے حرمتی کی گئی بچوں پر تشدد کیا اور بالائی منزل سے اٹھا اٹھا کر نیچے پھینکتے۔ [illegible] کی صفیں [illegible] خون [illegible] کا منظر [illegible] کا منظر تھا جسے الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا مختصر یہ ہے کہ علماء کرام نے [illegible] کی بازی لگا دی اور بھٹو شاہی کے تشدد کا منہ توڑ کر مقابلہ کیا ملک [illegible] کے ظہور پذیر ہونے پر تحریک [illegible] میں شامل ہو گئی ملک اور بیرون ملک پاکستانی باشندوں نے شدید غم و غصہ کا اظہار کیا اور سخت مذمت کی۔ [illegible] اسمبلی کے پہلے اجلاس کے انعقاد کے لیے [illegible] کے سبب منتخب ارکان کو ۹ اپریل ۱۹۷۷ء کی تاریخ دی گئی ادھر مرکزی قائدین پاکستان قومی اتحاد نے اعلان کر دیا کہ اسمبلی کا گھیراؤ کیا جائے تحریک نظامِ مصطفیٰ کے فدائی پوری طرح مستعد تھے ادھر بھٹو صاحب اپنی پوری قوت کو میدان میں جھونک رہے تھے۔ ایف ایس ایف [illegible] سیکورٹی فورس، پولیس اور [illegible] کے علاوہ [illegible] حاصل کر چکا تھا ادھر قومی اتحاد کی اپیل پر علماء، وکلاء، طلباء، محنت کش [illegible] جان کی بازی لگانے کے لیے تیار تھے چنانچہ ۹ اپریل ۱۹۷۷ء کو ہم اپنے [illegible] کے ساتھ نسبت روڈ پر واقع مسجد نور میں علماء کرام کے جلوس میں پہنچا جلوس کا مسجد سے برآمد ہونا تھا کہ آنسو گیس چھوڑ دی گئی اور جلوس کو تشدد کے ذریعے دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا جلوس کا وہ حصہ جس میں بندہ بھی شامل تھا آگے بڑھتا ہوا میکلوڈ روڈ پہنچ گیا وہاں سے مال روڈ کی طرف نکلنے کی کوشش کی گئی مگر بھٹو شاہی کے [illegible] رکاوٹ بن گئے یہاں مظاہرین کے [illegible] ایف ایس ایف اور پولیس کا ڈٹ کر مقابلہ

شروع کر دیا۔ آنسو گیس کے بے تحاشا استعمال کے باوجود لوگ ڈٹے ہوئے تھے جب پولیس کو مقابلہ کی بھی تاب نہ رہی تو گولیوں کی بوچھاڑ کر دی بے شمار افراد زخمی ہو کر گر پڑے جن کو ہسپتال پہنچانے کا فرض ادا کیا۔ یہ سلسلہ شام تک بدستور جاری رہا۔ ظلم و بربریت کی انتہا ہو گئی ان وحشی انسان نے ہوس اقتدار کی خاطر نجانے کس روز کتنے گھروں کے چراغ گل کر دیئے کتنے بچے یتیم ہوئے کتنی خواتین کا سہاگ لٹ گیا۔ کتنی مائیں اپنے فرزندوں کا انتظار کرتی رہ گئیں۔ کتنے باپ بے سہارا ہو گئے اور کتنے سورج غروب ہو گئے مگر نظام [illegible] آہستہ سے بڑھتا

حضرت مولانا حافظ محمد ابراہیم صاحب نے اپنا بیان جاری رکھتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ جب قومی اتحاد پاکستان کے قائد جناب پیر صاحب پگارا شریف نے تحریک نظام مصطفیٰ کے شہداء کو خراج تحسین پیش کرنے کے سلسلہ میں یوم شہداء منانے کی اپیل کی وہ [illegible] جمعۃ المبارک کا دن تھا۔ کرفیو کے وقفہ کا نام دے کر ڈیڑھ بجے سے ساڑھے تین بجے تک تھا میں نے جامع مسجد نیلا گنبد میں نماز جمعہ کی ادائیگی کا ارادہ کیا ادھر چل [illegible] انار کلی چوک میں عاشقان مصطفیٰ کا ہجوم فوج اور ایف ایس ایف کے دستوں نے جمعہ ادا کرنے کے لئے جا رہا تھا مگر فوجی نوجوان جواب دیتے ہیں اوپر سے حکم ہے کہ نیلا گنبد تک کسی بھی مسلمان کو جانے نہ دیا جائے۔ جاؤ کہیں دوسری مسجد میں جمعہ ادا کرو [illegible] مسجد سے اذان کی آواز بلند ہوئی لوگ جذبات میں آگئے اور پکار اٹھے ہمیں نماز پڑھنے دو ورنہ گولی مار دو اگر تمہیں افسران بالا کا حکم ہے تو ہم [illegible] کے حکم کے پابند ہیں اس پر فوج نے راستہ دے دیا اور لوگ مسجد میں پہنچ گئے نماز باجماعت ادا کی گئی اور پھر نعرہ تکبیر و رسالت سے گونج اٹھی نظام مصطفیٰ کے شیدائی نعرے لگا رہے تھے کہ ہمیں اب کسی کی کوئی پرواہ نہیں اسی جذبہ صادقہ سے سرشار جب چوک پہنچے تو فوجی موجود تھے ان کے سامنے لوگوں نے کرتے اتار کر سینوں کو ننگا کر دیا اور ان کے قریب جا کر نعرے لگانے شروع کئے جن کا مطلب تھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ نظام مصطفیٰ زندہ باد اس پر منتقم دستوں

سی کارروائی کے پیچھے ہٹنا شروع کر دیا اور جلوس ہسپتال کی طرف نکل گیا وہاں سے جب انار کلی پہنچا اس وقت تقریباً دس ہزار سے زائد شرکا جلوس تھے جب جلوس [illegible] چوک کے قریب پہنچا تو فوجی نوجوانوں نے جلوس کو آگے بڑھنے سے روک کر وارننگ دی کہ اگر کسی نے آگے بڑھنے کی کوشش کی تو اسے گولی سے اڑا دیا جائے گا اس پر چند افراد جذبات کے عالم میں کرتے اتار کر سروں پر باندھتے ہوئے آگے بڑھنے لگے جن میں میں اور حافظ صاحب بھی شامل تھے۔ فوج نے جلوس کو منتشر کرنے کی خاطر [illegible] شروع کیں ہاتھ کے اشاروں سے ادھر ادھر بھاگ جانے کو کہا کچھ لوگ پیچھے رہ گئے مگر میں چند لوگوں کے ساتھ آگے بڑھتا رہا آخر فوج نے زمین پر ایک لکیر کھینچی اور وارننگ دی کہ اس سے آگے بڑھنے پر گولی چلا دی جائے گی مگر ہم اس جذبہ کی عملی تصویر بنے ہوئے تھے اور زبان حال سے پکار رہے تھے۔

یہ سر کٹ کر سر راہ محمد لٹتا جائے
اسے گر موت کہتے ہیں تو ایسی موت آ جائے

ہم لکیر کو کلمہ طیبہ کا ورد کرتے ہوئے کراس کر گئے پیچھے کھڑے جلوس نے بھی آگے بڑھنا شروع کر دیا فوجیوں نے ایک اور لکیر لگائی ہم اسے بھی پار کر گئے پھر تیسری لکیر کھینچی گئی اس کو عبور کیا جا رہا تھا کہ فوجیوں نے سٹین گنیں سنبھال لیں اور فائرنگ کھول دیا۔ ہم نے آگے بڑھنے کی کوشش کی تو حافظ آفتاب احمد کے جسم سے گولی پار ہو چکی تھی وہ رو بقبلہ ہو کر گرا اور جام شہادت نوش کر گیا میری نگاہ ابھی حافظ آفتاب احمد شہید پر پڑی تھی کہ حافظ جلال الدین شہادت کا جام نوش کر چکے تھے جو میرے پیچھے چند قدموں کے فاصلہ پر موجود تھے میرے سر کے اوپر سے سینکڑوں گولیاں گزر گئیں بے شمار افراد زخمی ہو کر گرتے رہے لوگوں نے انہیں ہسپتال پہنچانا شروع کر دیا۔ سامنے حافظ جلال الدین کی پیشانی میں گولی لگی تھی اس کی لاش خون سے لت پت پڑی تھی خوف و ہراس کے مارے لوگ آگے نہیں بڑھ رہے تھے میں نے جرات کی اور اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر قاری سراج احمد کی لاش کے پاس گیا سر کو سیدھا کیا جو پہلے ہی قبلہ رخ

تھا لیکن ایک اور صاحب آگے آئے انہوں نے ہی شہید کے بازوؤں کو تھاما
جب کہ پاؤں کو سنبھالا اور کلمہ شہادت کا ورد کرتے ہوئے لاش کو اٹھا لے بھی
چند گز ہی فاصلہ طے کیا تھا کہ دکان پر کھڑے چند افراد نے ایک قد آدم بورڈ اتارا اور اس
پر لاش کو رکھ کر [illegible] قیامت تھی جو اس روز ہم پر گزری۔

مولانا غلام فرید ہزاروی

تحریک نظام مصطفیٰ کے ایک سرگرم کارکن مولانا غلام فرید صاحب ہزاروی
بھی ہیں جو اہل سنت و جماعت کی قدیم مرکزی درسگاہ دار العلوم حزب الاحناف لاہور
سے سند فراغت رکھتے ہیں۔ آپ نے حضرت مولانا سید ابو البرکات سے دورہ حدیث
شریف پڑھا اور جامعہ نظامیہ رضویہ کے آغاز سے ہی شعبہ مالیات سے
منسلک ہو گئے بیس سال کے اس طویل عرصے سے آپ جامعہ نظامیہ رضویہ کی
خدمت میں مصروف ہیں ایک امین اور دیانت دار خازن کی حیثیت سے آپ اچھی طرح
معروف ہیں حضرت مولانا مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی کو آپ پر مکمل اعتماد ہے۔

مولانا غلام فرید صاحب ہزاروی موضع [illegible] تحصیل مانسہرہ ضلع ہزارہ
کے باشندے ہیں اس وقت آپ کی عمر تقریباً چالیس سال ہے آپ نے جامعہ کی
تعمیر و ترقی اور جامعہ میں پیش آنے والی مشکلات پر [illegible] تحریک ختم نبوت میں نمایاں خدمات
انجام دیں۔ تحریک نظام مصطفیٰ میں لاہور میں نکلنے والے ہر مرکزی جلوس کی زینت بنے
خصوصاً ۲۳ مارچ، ۹ اپریل، ۱۹۷۷ء کے تاریخی جلوسوں میں بڑی جرأت دکھاتے ہوئے
پولیس، ایف ایس ایف اور فوج کی وحشیانہ فائرنگ سے زخمی ہوئے اور ان کے جسم
پر پانچ کاری زخم آئے ایک گولی پنڈلی میں پیوست ہو کر رہ گئی تھی جسے ران سے
نکالے گئے پیٹ پر بھی زخم آئے زخمیوں کے ساتھ آپ کو میو ہسپتال لے جایا گیا جہاں
ایک دن رات رہنے کے بعد ڈاکٹر [illegible] کے پاس منتقل ہوئے اور ڈاکٹر صاحب موصوف
نے انتہائی ہمدردی سے گیارہ روز تک علاج جاری رکھا باوجود ظاہری صحت یابی

۔ ابھی تک گولیوں کے نشان باقی ہیں اور چلتے ہوئے تکلیف محسوس فرماتے ہیں۔

مولانا محمد رشید نقشبندی

مولانا محمد رشید نقشبندی جامعہ کے جلیل القدر مدرس اور بہترین مقرر ہیں تمام
طلبہ کرام کو روزانہ صبح دعا کے بعد اسباق شروع ہونے سے قبل خصوصی ہدایات دینے
کا آپ کو خاص ملکہ حاصل ہے۔ مولانا موصوف بزرگ اور نہایت خوش خلق ہیں آپ مقام [illegible]
بسل ضلع کوٹلی آزاد کشمیر کے رہنے والے ہیں درس نظامی کی تعلیم [illegible]
[illegible] میں حاصل کی [illegible] سے جامعہ نظامیہ رضویہ میں تدریسی خدمات انجام
دے رہے ہیں اس وقت آپ کی عمر تقریباً تیس سال کے لگ بھگ ہے تحریک
نظام مصطفیٰ میں ابتدا سے انتہا تک سرگرم رہے خصوصاً ۹ اپریل کو جب کہ اس
جلوس کو [illegible] مجاہدین کو سخت مقابلہ کے بعد پہنچنے کی [illegible] ہوئی ان میں آپ
سر فہرست ہیں۔

قاری محمد نذیر قادری

مولانا قاری حافظ محمد نذیر صاحب قادری مدرس شعبہ تجوید القرآن جامعہ نظامیہ رضویہ
لاہور موضع گنگا وانہ ضلع راولپنڈی کے رہنے والے ہیں آپ نے دار العلوم [illegible]
ڈھوک [illegible] راولپنڈی سے قرآن پاک حفظ کیا جامعہ نظامیہ رضویہ سے تجوید و قراءت کی سند
حاصل کرنے کے بعد درس نظامی میں داخلہ لیا اور چار سال تک علوم و فنون کی تحصیل میں مشغول
رہنے کے بعد جامعہ میں ہی تجوید کی تدریس پر مامور ہوئے ساتھ ہی ساتھ انارکلی ایبک روڈ
[illegible] مسجد میں امامت کے فرائض انجام دیتے آ رہے ہیں۔ آپ منکسر المزاج، خوش اطوار
سعادت مند اور خوش گفتار ہیں۔ اپنے فن میں کافی دسترس رکھتے ہیں طلباء آپ سے
خاصے مانوس ہیں۔ افعال و اعمال سے عشق مصطفیٰ مترشح ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ آپ
نے تحریک نظام مصطفیٰ میں اپنی استطاعت سے بڑھ کر کردار ادا کیا جب ۲۱ مارچ

کو سلم مسجد کا سانحہ رونما ہوا تو آپ بھی اس کی زد میں بری طرح آ گئے۔ آپ نے اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ۳۰ مارچ کو علماء کرام پر قیامت صغریٰ گزر گئی میں بچشم خود دیکھ رہا تھا کہ ایک ایک آدمی پر دس دس سیکورٹی فورس کے سپاہی چڑھے ہوئے ہیں اور مسجد خون سے لالہ زار بن چکی تھی مسجد کے منبر شریف سے غنڈوں نے مجھ پر حملہ کیا اور نازک حالت میں مسجد کی سیڑھیوں پر پہنچا کر ایک سنگدل وردی پوش نے پوری طاقت سے لاٹھی میرے سر پر دے ماری جس سے میرا سر پھٹ گیا۔ اور منہ کے بل سیڑھیوں پر گرا ذرا سنبھلنے نہ پایا تھا کہ بعض شاہی غنڈوں نے بے شمار لاٹھیوں سے ادھ موا کر دیا۔ سر کی کاری ضرب کے علاوہ میرے جسم پر پینتیس کے قریب اور زخم آ گئے تھے میں مجھے دو سپاہیوں نے کھڑا اور گھسیٹ کر میو ہسپتال کے سامنے زمین پر لٹا دیا جہاں زخموں میں اور اضافہ ہوا۔ بے ہوشی کی حالت میں مجھے ایک پانی پلانے والے نے پانی دیا جس کے باعث قدرے ہوش میں آیا۔ اسی دوران میں ایک پولیس مین نے بالارادہ اپنے بھاری بھرکم بوٹوں سمیت بڑے زور سے میری گردن پر رکھ دیا۔ تو قریب ہی کھڑے روزنامہ دن کے فوٹوگرافر جناب اختر علی صاحب نے اسے للکارا اس غائبی امداد نے مجھے زندگی دی ورنہ اس دن کے شہداء میں اپنا نام لکھوا چکا ہوتا۔ القصہ اس ظالم سپاہی کی دست برد سے رہا ہو کر ہسپتال روڈ کی طرف آیا۔ تو میرے ایک عزیز جناب علی صاحب قریشی نے گاڑی میں بٹھایا اور میو ہسپتال میں داخل کرا دیا۔

وہاں سے جامعہ نظامیہ رضویہ کے عارضی ہسپتال میں علاج ہوتا رہا۔ سلم مسجد کے ہنگامہ کارزار میں میری قیمتی گھڑی بھی غنڈوں نے اتار لی اسی طرح نقدی بھی ضائع ہوئی مگر ایک دردمند انسان کو جب علم ہوا تو اس نے اپنی جدید قسم کی گھڑی بصد اصرار میرے ہاتھ میں باندھ دی اور اس نے واپس لینے سے بالکل انکار کر دیا۔ حالانکہ ہمارا تو ایمان ہے کہ۔ ؎

محمد ہے متاعِ عالمِ ایجاد سے پیارا
پدر، مادر، برادر، جان و مال، اولاد سے پیارا

محمد کی محبت دینِ حق کی شرطِ اوّل ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

تحریکِ نظام مصطفےٰ میں یہی جذبہ کارفرما تھا اور انشاء اللہ العزیز تادمِ زیست قائم رہے گا۔

مولانا سیف الرحمٰن چترالی

مولانا سیف الرحمٰن صاحب چترالی کے مجاہدانہ کارناموں کی داستان کے لیے دفتر درکار ہیں۔ موصوف ۳۵ سالہ مضبوط جسم کے مالک ہیں۔ ڈیڑھ سال سے جامعہ نظامیہ رضویہ کی خدمت میں مصروف ہیں۔ آپ کے اساتذہ کرام میں علامہ غلام رسول صاحب مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی، مولانا اللہ بخش صاحب خصوصیت سے قابل ذکر ہیں جن کی تربیت نے ان کے جوہر نمایاں کئے۔ بزم رضا جامعہ نظامیہ رضویہ کے مسلسل دس سال تک صدر رہے جب کہ مولانا علامہ محمد صدیق صاحب ہزاروی سیکرٹری کی حیثیت سے کام انجام دیتے تھے۔ آپ ملکی جذبہ سے سرشار ہیں ملکی اور سیاسی امور میں خاصی دلچسپی رکھتے ہیں اس لئے ملک و ملت کی سالمیت و آزادی کے تحفظ کے لئے جو بھی تحریک اٹھی اس میں آپ نے نمایاں کردار ادا کیا ۱۹۶۲ء میں شورش کاشمیری کے فتنہ کے خلاف سرگرم عمل رہے جب فیلڈ مارشل محمد ایوب خان نے عائلی قوانین اور خاندانی منصوبہ بندی جیسے خلاف شرع ضوابط کا اعلان کیا اور اس کے خلاف تحریک شروع ہوئی تو علماء کرام کا تاریخی جلوس جامعہ سے نکالا گیا مولانا سیف الرحمٰن صاحب چترالی نے بڑھ چڑھ کر اس میں حصہ لیا۔ اسی طرح جب محکمہ اوقاف کے ایک نام نہاد مسعود نے اردو میں نماز پڑھنے کا شوشہ چھوڑا تو اس کے خلاف سب سے پہلے جامعہ نظامیہ رضویہ نے آواز اٹھائی اور مولانا موصوف نے جلوس کی قیادت کرتے ہوئے ارباب اوقاف کو للکارا کہ اس نام مسعود کو فوری طور پر برطرف کر کے قرار واقعی سزا دی جائے۔

جب جمعیت العلماء پاکستان میں مولانا عبدالعزیز صاحب ہزاروی علیہ الرحمۃ اور ان کے ساتھیوں نے نئی روح پھونکی تو اس وقت مولانا کی خدمات قابل مثالی تھیں۔

جب ۱۹۷۴ء میں تحریک ختم نبوت کا آغاز ہوا تو مولانا سیف الرحمن چترالی پیش پیش تھے اور علامہ فضل حق کی سربراہی میں خصوصیت سے اس تحریک کو آگے بڑھایا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے کامیابی سے ہمکنار فرمایا۔

تحریک نظام مصطفےٰ کی ابتداء ہوئی تو اس مرد غازی کی رگ حمیت پھڑکی اور ظلم روا رکھنے والے دشمنان دین کے خلاف ڈٹ گئے۔ علماء کرام کے جلوسوں میں مقدمۃ الجیش کی حیثیت اگرچہ جامعہ نظامیہ رضویہ کے علماء کرام کو حاصل تھی لیکن اس ہراول دستے کی کمان مولانا سیف الرحمن کے ہاتھ تھی۔ مسلم مسجد چوک جامعہ نظامیہ کے کردار کا ایک منفرد عروج ہے اسی راستے میں آپ شدید زخمی ہوئے، مرہم پٹی ہوئی اور زخمی حالت میں شیر کی طرح اٹھے اور ۹ اپریل ۱۹۷۷ء کو اسمبلی کے گھیراؤ کے لیے جلوس بڑھے۔ فیڈرل سیکورٹی فورس نے جلوس کو گھیرے میں لے کر وحشیانہ کارروائی شروع کر رکھی تھی کہ آپ ایک جلوس کی قیادت کرتے ہوئے سیاہ جھنڈیوں اور بازوؤں پر بندھی ہوئی سیاہ پٹیوں کے ساتھ پورے جوش سے نعرے لگاتے ہوئے دیوانہ وار اسمبلی کی طرف بڑھنے لگے۔ پولیس نے راستہ روکا۔ مولانا قاری عبدالحمید، مولانا مظفر اقبال، مولانا سلیم اللہ صاحب، قاری حق نواز صاحب اور دیگر علماء کرام اور طلباء پر لاٹھی چارج کے ساتھ ساتھ اشک آور گیس کے گولے شروع ہو گئے۔ اب مولانا سیف الرحمن نے مورچہ قائم کیا اور پولیس سے ٹکر لینی ٹھان لی۔ دو گھنٹے تک مقابلہ جاری رہا۔ آپ کا تمام بدن زخموں سے چور ہو چکا تھا۔ بے ہوشی کے عالم میں گر پڑے۔ عورتوں کی چیخ و پکار شروع ہوئی کہ مولانا صاحب ہلاک ہو گئے۔ چند عورتیں آگے بڑھیں اور روئی گرم کرکے مجھے سکون پہنچانے کی کوشش میں مصروف ہو گئیں۔ اسی اثناء میں دو عالم آگے بڑھے اور مجھے تکیہ کے سہارے بٹھایا گیا۔ میری پسلی ٹوٹ چکی تھی۔ دائیں آنکھ کی بصارت کم ہو گئی اور اسی حالت میں مجھے ہسپتال داخل کرایا گیا۔ وہاں زخمیوں کی تعداد میں لمحہ بہ لمحہ اضافہ ہو رہا تھا اس لیے مجھے چند گھنٹے

کے بعد میو ہسپتال سے جامعہ نظامیہ رضویہ کے ہنگامی ہسپتال میں منتقل ہونا پڑا۔ مولانا سیف الرحمن سے مزید معلومات کے لیے جب میں نے سوال کیا تو آپ نے فرمایا: تحریک میں جب سیکورٹی فورس کی گاڑیوں میں علماء کرام کو بند کرکے لے جانے لگے تو میں گاڑی کے آگے لیٹ گیا۔ اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے کئی اور مجاہد میری تقلید میں سڑک پر لیٹ گئے حتیٰ کہ علماء کرام نے بصد منت و سماجت ہمیں اٹھنے کی اپیل کی۔ اگر علماء کرام کا حکم نہ ہوتا تو اس روز مجھے جام شہادت نصیب ہوتا۔ تاہم کچھ بھی ہو میری آرزو ہے کہ پاکستان میں نظام مصطفےٰ کے نفاذ کے لیے اگر مجھے جان کا نذرانہ بھی دینا پڑے تو بہت ہی سستا سودا ہے۔

مولانا محمد جعفر ضیائی

دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور سے سند فراغت رکھتے ہیں۔ مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ رضویہ کے ایک رکن ہیں۔ علاوہ ازیں امامت و خطابت کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ آپ اپنے مسلک کی ترویج و اشاعت میں بڑی مستعدی سے مصروف ہیں۔ سیاسی طور پر جمعیت العلماء پاکستان سے وابستہ ہیں۔ ۱۹۷۵ء میں حج کعبہ اور زیارت گنبد خضریٰ کی سعادت حاصل کر چکے ہیں۔ حضرت مفتی اعظم مولانا الحاج ابوالخیر محمد نور اللہ صاحب نعیمی مدظلہ سے قرابت رکھتے ہیں۔ مولانا ضیائی صاحب نے تحریک ختم نبوت اور تحریک نظام مصطفےٰ میں بڑی اہم خدمات سرانجام دیں۔ تحریک نظام مصطفےٰ میں رضاکارانہ طور پر گرفتاری پیش کی اور مسلسل کئی روز تک کیمپ جیل میں محبوس رہے۔ راقم السطور نے دوران قید جیل پہنچ کر احوال و کوائف دریافت کیے تو بڑے وقار اور پرجوش انداز میں گویا ہوتے ہیں: "یہ تو جیل ہے تحریک نظام مصطفےٰ کے لیے اسیر ہیں۔ اسیری تو کچھ بھی نہیں جان کی بازی لگانے کا ارادہ ہے۔" خدا کرے اسیران تحریک نظام مصطفےٰ کی قربانیاں رنگ لائیں اور جلد از جلد سرزمین پاکستان نظام مصطفےٰ کے عملاً نفاذ کی دولت سے شاد کام ہو۔

مولانا حافظ عبدالرشید شاہ

حافظ عبدالرشید شاہ صاحب، اکتوبر ۱۹۷۶ء کو علم تجوید کی تحصیل کے لیے جامعہ نظامیہ رضویہ میں داخل ہوئے۔ آپ منصور کے قریب ایک گاؤں چاہ روڈ سنگھ کے رہنے والے ہیں جامعہ حنفیہ قصور میں قرآن مجید حفظ کرنے کے بعد جامعہ نظامیہ میں آئے، یہاں انتہائی ذوق سے علم تجوید کی تعلیم میں منہمک ہیں، اساتذہ کرام کی بہترین تربیت کے معترف ہیں حافظ صاحب سے جب راقم الحروف نے تحریک نظام مصطفیٰ میں حصہ لینے کے بارے دریافت کیا تو موصوف نے بڑی وضاحت سے اپنی کارکردگی کی روئیداد سناتے ہوئے کہا کہ میں نے ۱۴ مارچ ۱۹۷۷ء سے تحریک کے جاری ہوتے ہی حصہ لینا شروع کر دیا تھا مگر خصوصیت سے ۱۸ مارچ ۱۹۷۷ء بروز جمعۃ المبارک کو حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ کے مزار پر انوار سے نکلنے والے جلوس میں نمایاں کردار ادا کیا جب قائدین جلوس اپنی گرفتاریاں پیش کرنے والے تھے پولیس کا ایک بھاری دستہ جلوس پر پل پڑا اور بے تحاشا لاٹھیاں برسانی شروع کر دیں، نوجوان دیوانوں کی برسات میں آگے ہی بڑھتے رہے گویا کہ ان پر لاٹھیاں نہیں پھول برس رہے تھے عشق مصطفیٰ سے سرشار ان جیالوں کی فداکاری نے مجھے نیا جذبہ مرحمت کیا، پھر کیا تھا میں نے بھی قدم بڑھائے زبان نعرۂ تکبیر و رسالت سے رواں تھی کہ اچانک مجھے پولیس نے اپنی گرفت میں لے کر لاٹھیوں کی مار دی جب آزاد ہوا تو نئے عزم کے ساتھ جلوس میں پہنچ گیا۔

تحریک میں جوں جوں تیزی آتی گئی میرے جنون کو بھی ولولۂ تازہ بخشتی گئی لاہور میں ہر روز ظہر کے بعد نکلنے والے جلوس میں شامل ہونے کی سعادت نصیب ہوتی رہی خصوصاً ۲۳ مارچ ۱۹۷۷ء کا دن لاہور کی تاریخ میں ایک ناقابل فراموش اہمیت کا حامل ہے جس روز تحریک نظام مصطفیٰ کے حقیقی محرک علماء کرام کا مسلم مسجد سے جلوس نکلنے والا تھا اور رضاکارانہ طور پر علماء کرام اپنی گرفتاریاں پیش کرنے والے تھے عوام

جو علماء کرام اور حفاظ کرام کو محض گوشہ نشین یا تن پروری کے طعنے دیا کرتے تھے وہ علماء کرام کی قربانیوں کا منظر دیکھنے امڈ پڑے تھے۔ اس روز لاہور کی پولیس کی امداد کے لیے فیڈرل سیکورٹی فورس کے مخصوص دستے پہنچ چکے تھے بلکہ علاقہ بھر کے غنڈوں کی بھی اچھی خاصی کھیپ پہنچ چکی تھی۔ مسلم مسجد کے قریب رجب کے مکان علماء کے خلاف مورچے بن چکے تھے۔ اس روز میں نے جان کی بازی لگا دینے کی نیت کر رکھی تھی نماز ظہر مسلم مسجد میں ادا کی اور علماء کرام کی پرجوش تقاریر سے اپنے آپ کو پہلے سے بھی زیادہ مستعد پایا جب قواعد و ضوابط اور دائرہ قانون کی روشنی میں جلوس شروع ہوا تو پولیس اور سیکورٹی فورس نے راستہ روک کا علماء کرام اور فدائیان اسلام نے مرحبا باد باد کی بجائے تحفظ ماتقدم کے طور پر پولیس افسروں سے گفتگو کے راستہ کو مناسب سمجھا۔ حضرت مولانا احمد علی صاحب قصوری جن کی سیاسی مذہبی، ملکی اور ملی خدمات سے پاکستان کا بچہ بچہ متعارف ہے جن کا تحریک نظام مصطفیٰ میں مرکزی قائدین کے ساتھ شانہ بشانہ عظیم مشن ہے آپ شاد باغ لاہور میں رہائش پذیر ہیں اپنی اور دوسروں کی معاشی ضروریات کے تحفظ کے لئے ایک بڑی وسیع دکان کے مالک ہیں، اور خود تجارت کرتے ہیں مگر تحریک نظام مصطفیٰ کے اس مجاہد کی دکان پر پیپلز پارٹی کے غنڈوں نے حملہ کیا، لاکھوں کا سامان لوٹ لیا اور دکان کی اینٹ سے اینٹ بجادی مگر اس شیر دل رہنما نے نظام مصطفیٰ کے نفاذ کے لیے سامان تو کیا جان تک کا نذرانہ دینے کی بھی آرزو کر رکھی ہے۔ الغرض مولانا احمد علی صاحب قصوری نے پولیس دستہ سے دوسرے راستہ کی طرف جلوس کو گزر جانے کے لئے کہا تو اس نے قطعاً انکار کر دیا، قائدین نے سڑک کا جلوس کو حکم دیا کہ منتشر ہونے کی بجائے پرامن رہیے اور بعد نماز عصر جلوس روانہ ہوگا۔ سڑک پر ہی صفیں درست کی جانے لگیں ایک رضاکار آگے بڑھا اور اذان شروع کر دی نماز عصر کی ادائیگی کے ساتھ ہی فضا نعرہ ہائے تکبیر و رسالت سے گونج اٹھی۔ ادھر جمہوری شاہی کے غلام ایف ایس ایف اور پولیس کے سپاہی بغیر کسی وارننگ کے آنسو گیس کے شیل پھینکنے لگے مضافاتی حویلیوں کے ماحول سے پھر کئی لوگ مسلم مسجد میں پناہ لینے کو داخل ہوئے تو غنڈوں نے مسجد کی عزت و حرمت

کا لحاظ کئے بغیر شیلوں کی بارش جاری رکھی جس سے دل میں یہ بات آئی کہ جو گولے صحن مسجد میں گر رہے ہیں انہیں پھٹنے سے پہلے پہلے پکڑ کر پولیس دستوں کو انہی سے زخمی نہ بنایا جائے چنانچہ میں نے فوری طور پر اس فارمولا پر عمل شروع کر دیا چنانچہ میں نے کم و بیش ایک درجن کے قریب آنسو گیس شیل پھٹنے سے قبل پکڑ کر جوابی کارروائی شروع کر دی اس اثناء میں زخموں پر زخم تو لگے رہے مگر میں عشق مصطفےٰ کے جذبہ سے سرشار اس وقت تک اس منصوبہ پر عمل کرتا رہا جب تک میری سکت ساتھ دیتی آخر چار پولیس والے میری طرف بڑھے اور مجھے گھسیٹنا شروع کر دیا۔ میرے سر پر اتنی شدید ضرب پڑی کہ مجھے اس وقت تک کچھ کہنا مشکل تھا زخموں کی ضربوں سے میں بے ہوش ہو گیا جب مجھے ہوش آیا تو تھانہ لوہاری منڈی میں قید تھا۔ گیارہ بجے شب تھانہ کوتوالی بھیج دیا گیا اور وہاں پر چار سے اڑتالیس لوٹ کے گئے پھر رات ایک بجے حوالات بند کیا گیا تھا۔ حوالات میں بند ہونے کے باوجود میرے جذبات میں کمی نہ آئی مگر یہاں جو سلوک روا رکھا گیا اس کا اندازہ بھی اس دور کے مجاہدات میں سے ہے۔ نہ کھانا، نہ پانی نہ مرہم پٹی بس موت کا انتظار تھا کہ دوسرے دن نو بجے کے قریب مجھے اور میرے ساتھیوں کو سلاخوں کے ساتھ مجسٹریٹ کے سامنے پیش کیا گیا مجسٹریٹ صاحب نے سوال کیا تم جلوس میں کیوں آئے تھے؟ میں نے کہا نظام مصطفےٰ کے نفاذ کے لیے جس کی خاطر پاکستان کا قیام عمل میں آیا تھا مجسٹریٹ میرے الفاظ سنتے ہی میری طرف عجب سے دیکھنے لگا۔ اور تھوڑی دیر بعد اس نے اپنی نظریں جھکا دیں گویا وہ زبان حال سے اپنی مجبوری کا عذر پیش کر رہا تھا۔ اس کے بعد اس نے حکومت ہی فرمان کے مطابق مندرجہ ذیل دفعات کے تحت مجھ پر بیک وقت چار مقدمے قائم کئے۔

دفعہ ۲۰۱، ۳۵۲، ۳۸۲ اور ۱۴۸ پھر وہاں سے مجھے ڈسٹرکٹ جیل کوٹ لکھپت بھیج دیا گیا اور جیل میں ۲۲ گھنٹے متواتر بھوکا رکھنے کے بعد کچھ کھانے کو ملا۔ سات روز تک قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں اور پھر جامعہ نظامیہ رضویہ کے مشفق و مہربان ناظم اعلیٰ کی کوشش سے ضمانت نامہ کے تحت رہائی ملی۔

مولانا محمد حنیف کشمیری

مولانا محمد حنیف صاحب متعلم جامعہ نظامیہ رضویہ بمقام کلراں ضلع پونچھ آزاد کشمیر کے بسنے والے ہیں علم دین کے شوق نے اہل سنت و جماعت کی مرکزی درسگاہ جامعہ نظامیہ رضویہ تک پہنچا دیا۔ یہاں کے مدرسین کی تعلیمی و مذہبی خوبیوں سے بہرہ ور ہو رہے ہیں علم التجوید میں تراجم، مشکوٰۃ شریف اور جلالین شریف تک تعلیم حاصل کر چکے ہیں چونکہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں ایک ایسے علاقہ میں واقع ہے جہاں کی صبح و شام تک ایسی نہیں رہتی اگر جامعہ کے اکناف و اطراف کا سروے کیا جائے تو پتہ چلے گا کہ اس علاقہ میں جامعہ کا وجود اب تک کیسے برقرار ہے، غنڈہ گردی، عیاشی و فحاشی اور بدمعاشی اس علاقہ کی سوغات ہے جیسے بھٹو صاحب نے پاکستان بھر میں تقسیم کرنے کی کوشش کی مگر یہاں پر مثالی ترقی ہوئی بس یوں سمجھئے جامعہ کا یہاں وجود محض اولیاء کرام کا تصرف، نگاہ مصطفےٰ کا ہر وقت مبذول رہنا اور رحمت الٰہی کا برابر نزول، ورنہ اس کی حفاظت و صیانت انسان کے بس کی بات نہیں یہ تو ناظم اعلیٰ مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی کی استقامت اور خلوص قربانی کا ثمرہ ہے کہ مصائب و آلام اور استبداد زمانہ کی نازک ترین گھڑیوں میں بھی اس بندہ خدا نے صبر و ہمت کا دامن نہ چھوڑا اور آج اہل سنت کا یہ ادارہ اپنی مرکزیت کا منہ بولتا ثبوت ہے بات طویل ہوتی جا رہی ہے اس لئے اب موضوع کی طرف آتا ہوں

مولانا محمد حنیف صاحب نے بھی یہاں کے ماحول سے فداکاری کا جذبہ پایا ہے اس لئے تحریک نظام مصطفےٰ میں آپ نے بھی کھل کر حصہ لیا خصوصاً مسلم مسجد میں علماء کرام کے جلوس کی زینت بنے رہے جب پولیس نے جلوس کو آگے بڑھنے سے روکا تو شرکاء جلوس نے سڑک پر ہی نماز کی صفیں درست کرنی شروع کیں تو مولانا محمد حنیف وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے صفوں کو بچھانا شروع کیا اور اپنے ساتھی کو ان کی ترغیب دلائی۔ ایک مولانا صاحب کو امامت کے لئے کہا مگر شرعی مسئلہ کے باعث خود آگے بڑھے نماز عصر بھی ادا بھی نہیں کر پائے تھے کہ ایف ایس ایف والوں اور غنڈوں نے

حملہ شروع کروا دیا۔ آپ نے فرمایا کہ مسلم مسجد کے قریب دو چار سے مکان غنڈوں سے بھرے ہوئے تھے اور عصر سے اسٹونوں کی بارش ہو رہی تھی جلوس کا ایک حصہ ان مکانوں کی طرف بڑھا جب غنڈوں نے آپ کو نرغے میں دیکھا تو ایک سپاہی سے ایک غنڈے نے رائفل لے کر [illegible] عورتوں نے [illegible] اور غنڈوں کو شرارت [illegible] اور پھر آخر تھانہ پولیس کے ایک [illegible] نے ان کی حفاظت [illegible] کر دی [illegible] مسجد کے صحن میں پولیس کی اندھا دھند آنسو گیس [illegible] سے زخمی ہو چکا تھا [illegible] قیامت خیز ہنگامہ میں بھی ایک ڈاکٹر صاحب [illegible] صحن مسجد میں [illegible] زخمیوں کی مرہم پٹی میں مصروف ہو گئے ہیں [illegible] بھی [illegible] کوئی مسلم [illegible] علماء کرام [illegible] جلوس پر وحشیانہ ظلم [illegible] پاکستانی [illegible] حقیقت ہے کہ [illegible] کا منظر تھا [illegible] جامعہ نعیمیہ رضویہ کے مدرسین و طلباء کرام خاص طور پر اس جلوس میں شامل ہو گئے [illegible] زخمی [illegible] کی اتنی کثیر تعداد تھی کہ جب زخمی حالت میں [illegible] جامعہ [illegible] لایا گیا تو جامعہ کی بالائی منزل کا ایک حصہ جو زخمیوں کے لئے مختص کر دیا گیا [illegible] ایک ہسپتال کا نقشہ پیش کر رہا تھا پاکستان قومی اتحاد کے مرکزی رہنماؤں نے جب جامعہ کی اس بے مثال قربانی کا چرچا سنا تو زخمیوں کی دلجوئی اور عیادت کے لئے آنا شروع ہو گئے مولانا محمد اکبر ساقی مولانا اسلم [illegible] صاحب مولانا قاری عبد الحمید صاحب مولانا علامہ غلام علی اوکاڑوی صاحب جناب ملک وزیر علی صاحب، نوابزادہ محمد نصر اللہ خان جناب [illegible] صاحب مولانا [illegible] صاحب [illegible] صاحب ایم اے الحاج حکیم محمد موسیٰ صاحب امرتسری کے علاوہ [illegible] سیاسی و مذہبی شخصیات نے آکر جب جامعہ نعیمیہ رضویہ میں زخمیوں کی عیادت کی الغرض اس علاقہ میں قومی اتحاد کے نمائندے مولانا عبید اللہ انور نے جامعہ آنے کی تکلیف گوارا نہیں کی نہ جانے کس [illegible] سے آ رہے ہو مگر وہ سمجھ کر ہی عیادت کی ہوتی تو کچھ فرق نہیں پڑتا تھا

مولانا حافظ محمد اعظم

تحریک نظام مصطفےٰ کے ایک پرجوش، وفادار سپاہی مولانا حافظ محمد اعظم صاحب

آپ [illegible] موسیٰ [illegible] تحصیل پھالیہ ضلع گجرات کے رہنے والے ہیں مختلف بستی درس گاہوں میں علم حاصل کرنے کے بعد مناظر اسلام مولانا سید یعقوب علی شاہ صاحب خطیب اعظم پھالیہ کے قائم کردہ مدرسہ حفظ القرآن میں تدریسی خدمات انجام دیتے رہے ہیں مگر علم تجوید کے شوق نے جامعہ نعیمیہ رضویہ پہنچایا مولانا حافظ محمد اعظم صاحب شیخ الاسلام والمسلمین حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی دامت برکاتہم العالیہ سے بیعت کا شرف رکھتے ہیں آپ کو بزرگان دین سے والہانہ عقیدت ہے یہی وجہ ہے کہ جب تحریک نظام مصطفےٰ شروع کرنے کی اپیل سنی تو فوراً میدان عمل میں نکل کھڑے ہوئے حالانکہ آپ شدید علالت کی حالت میں اپنے گھر [illegible] میں علاج کے لئے گئے ہوئے تھے معمولی افاقہ ہوا تھا کہ تحریک چلانے کا اعلان ہو گیا آپ گھر سے جامعہ نعیمیہ رضویہ پہنچے اور اپنے مکتب [illegible] کے ساتھ جلسے جلوسوں میں جانا شروع کر دیا بیان کرتے ہیں کہ [illegible] دوران میں قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانی مدظلہ کی نیلا گنبد میں ایک ولولہ خیز تقریر سے جاں نثاری کے جذبہ میں مزید جوش آیا اور سر دھڑ کی بازی لگانے کے لئے تیار ہو گیا ۱۰ اپریل ۱۹۷۷ء کو لاہور میں پہیہ جام جلوسوں کا اعلان ہو چکا تھا علماء کرام کا جلوس جب [illegible] سے نکلا تھا جس کی قیادت [illegible] کر رہے تھے ہم [illegible] کرام کے ساتھ [illegible] شریف کو کراچی میں روک لیا گیا [illegible] نسبت روڈ [illegible] پہنچ چکا تھا [illegible] ایف ایس ایف کی گاڑیاں [illegible] گشت کر رہی تھیں پولیس کے بڑے بڑے دستے جلوس کو روکنے کے لئے متعین تھے علماء کرام کے ساتھ [illegible] نعرے لگا رہے تھے [illegible] پولیس دستے ہماری طرف بڑھے [illegible] کر دی کہ فوری طور پر منتشر ہو جاؤ ورنہ گولی چلا دی جائے گی تحریک نظام مصطفےٰ کے سپاہیوں نے بھٹو کے زر خرید غلاموں کو جواب دیا کہ ہم بھٹو کے سپاہی [illegible] مصطفےٰ کے غلام ہیں [illegible] ہمارا ایک ہی جواب ہے۔

ادھر آ پیارے ہنر آزمائیں
تو تیر آزما ہم جگر آزمائیں

[illegible]

جیل پہنچے تو وہاں کا منظر دیدنی تھا [illegible] کا سکوت [illegible] رہی تھی [illegible]
کے لئے جامعہ کے [illegible] مولانا [illegible] صاحب مدرس جامعہ [illegible]
تشریف لائے [illegible] کی حوصلہ بڑھانے کی [illegible] رہے [illegible]
بعد میں ضمانت پر رہا کر دیا گیا رہائی کے بعد بھی جلوس میں شامل ہوتے [illegible]
تھا اس لئے ہر جلوس میں [illegible] اپنا فرض سمجھتا [illegible]
[illegible] کیوں کہ ہمارا مسلک اتنا مقدس اور ارفع ہے کہ اس کے سامنے کوئی
چیز [illegible] میں رکھتی یعنی پاکستان میں مقام مصطفےٰ کا تحفظ اور [illegible] مصطفےٰ کا
نفاذ اور اس اعلیٰ مقصد کے لئے جان تک کا [illegible] بھی دینا پڑے [illegible] جائے گا۔

مولوی ظہور احمد

[illegible]

[illegible] نے [illegible] کہا کہ اگر میری [illegible] کی ٹوپی سر پر [illegible] تو مجھے [illegible] کر دیا جائے گا لہٰذا
ٹوپی کو جیب میں ڈال لیا اور [illegible] پولیس کے [illegible] اسی کارروائی کر
رہے تھے اور علماء کرام [illegible] ظلم و تشدد کی ایک [illegible] لکھی جا رہی تھی میں [illegible]
[illegible] نظام مصطفےٰ [illegible]
[illegible] اگر پاکستان میں مقام مصطفےٰ کے تحفظ اور نظام مصطفےٰ کے نفاذ
کے لئے پھر [illegible] کوئی تحریک چلی تو [illegible] اللہ العزیز [illegible] خون [illegible]

حافظ عاشق حسین شاہ

حافظ صاحب صرف ۱۷ سال کی عمر رکھتے ہیں۔ [illegible] پنڈ دادنخان ضلع جہلم سے جامعہ نظامیہ رضویہ میں [illegible] تحصیل کے لئے دو سال قبل داخل ہوا۔ تحریک نظام مصطفےٰ میں آپ کا کردار [illegible] جلسوں اور جلوسوں میں شرکت فرمائی مگر مسلم مسجد کا جلوس ان کے لئے بڑی اہمیت کا حامل ہے جہاں فیڈرل سیکورٹی فورس اور پولیس کے ظالم ترین دستے متعین تھے۔ مولانا علامہ [illegible] مولانا احمد علی قصوری اور دیگر علماء کرام کے ساتھ پولیس کی گفتگو نتیجہ خیز ثابت نہ ہو سکنے کی صورت میں پولیس اور [illegible] کے دشمنوں نے وحشیانہ کارروائی شروع کی تو آپ اس وقت مسجد میں پولیس کے دست برد میں آ چکے تھے دفاع کی کوئی صورت نہ دیکھ کر مقابلہ شروع کر دیا تو سنگین کی [illegible] زمین پر گرنا فوراً اٹھاتے اور پولیس پر پھینک دیتے دیکھنے والے حیران تھے کہ ایک نو عمر طالب علم کتنی چابکدستی سے حملہ آور ہے گرنے پکڑنے پکڑتے آپ کے ہاتھ جل گئے۔ جسم پر زخم آئے [illegible] اور پشت زخمی ہو گئی آخر یہ ننھا مجاہد غنڈوں کے ہتھے چڑھ گیا۔ وہ آپ کو جان سے مار دینے پر آمادہ تھے کہ قریب ہی گھر سے ایک عورت برآمد ہوئی اور اس نے للکارا۔ غنڈو تمہیں شرم نہیں آتی اس معصوم کو ہلاک کرنا چاہتے ہو۔ حافظ صاحب فرماتے ہیں کہ مجھے اس عورت نے پناہ دی، مرہم پٹی کی اور اپنی نوجوان صاحبزادی کی حفاظت میں جامعہ نظامیہ پہنچانے کا اہتمام کیا اور اس نیک بخت عورت نے کہا یہ وہ موقع ہے کہ میری جوان بچی اس حالت میں باہر نکلی ہے ایک طرف یہ ایثار تھا تو دوسری طرف غنڈوں نے میری رقم تک چھین کر جان سے مارنے کی کوشش کی تھی۔ حافظ صاحب کے زخم انتہائی شدید اور گہرے تھے کہ میو ہسپتال لے جا کر ایکسرے کرایا گیا۔ اور پھر جامعہ نظامیہ رضویہ کے ہنگامی ہسپتال میں عرصہ تک زیر علاج رہے۔ آج کل گو روبصحت ہیں مگر جسم پر ضربوں اور زخموں کے نشان نمایاں ہیں۔

حافظ عبدالخالق اعوان

مجاہد طلباء میں حافظ عبدالخالق کا نام بھی آتا ہے جنہوں نے تحریک نظام مصطفےٰ میں بڑی جوانمردی سے حصہ لیا خصوصاً [illegible] ۲ مارچ کا دن ان کے لئے تاریخی اہمیت رکھتا ہے [illegible] کر فساد بپا [illegible] حافظ صاحب [illegible] غلام [illegible] صاحب کے ساتھ [illegible] وقت [illegible] اور ان کو زخمی حالت میں [illegible] انتہائی [illegible] کئے ہوئے [illegible] کسی پانی کا تالاب [illegible] تھے۔ چیخ و پکار کے ساتھ [illegible] ہوئے تھے [illegible] جلوس [illegible] اسی اثناء میں سر سے [illegible] کاری ضرب [illegible] کی کوشش کی تو پشت پر [illegible] طرح ان [illegible] کی دست برد سے جامعہ نظامیہ [illegible] کاری زخم تھے دو ہفتے تک [illegible] زیر علاج رہا [illegible] ہوتا تھا۔

زندہ تھا ہے تو [illegible] گا ختم کبھی [illegible] کو
اگر [illegible] ہیں تم سے [illegible] لکھوں

حافظ محمد حلیم

آپ کی عمر تقریباً ۱۸ سال ہے [illegible]
رضویہ ضیاء القرآن [illegible]
شوق سے [illegible]

مولانا حافظ محمد خان سیالکوٹی

[illegible] تحصیل [illegible] ضلع سیالکوٹ [illegible]

[illegible]

[illegible] ہیں [illegible]

[illegible] کے [illegible] میں [illegible] ہے [illegible]

[illegible] مولانا حافظ محمد خان [illegible] طلباء [illegible]

[illegible] درس [illegible] کتب [illegible]

[illegible] اسباق پڑھاتے ہیں۔ تحریک نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں مولانا نے مکمل حصہ لیا [illegible] جلوسوں میں شرکت کی [illegible] تحریک کے [illegible] میں شرکت [illegible] بیان کی:

۱۲ مارچ کو جب تحریک نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا [illegible] جلوس [illegible] مولانا محمد صدیق [illegible] حافظ [illegible]

[illegible] چوک میں [illegible]

[illegible] دم [illegible]

[illegible] آپ کی [illegible]

[illegible]

[illegible] نظام مصطفیٰ کی [illegible]

[illegible] کے حامل ہیں

حافظ محمد یوسف قاسمی

[illegible] مصطفیٰ کے [illegible]

[illegible]

[illegible] خون جوش زن [illegible]

[illegible] نظام مصطفیٰ میں آپ نے [illegible]

[illegible] جلوس [illegible]

[illegible] کا [illegible]

[illegible] حافظ محمد یوسف صاحب قاسمی نے دشمن کو [illegible] اور

تحریک کو کامیاب بنانے [illegible] کے جلوس [illegible]

آپ کو کاری زخم لگے جب [illegible] نے آپ کو چاروں طرف سے گھیر لیا [illegible]

[illegible] کی دکان سے [illegible] اس حالت میں [illegible]

[illegible] شدید ضربوں کے باعث بے ہوشی

کا عالم طاری ہو گیا [illegible] جناب ڈاکٹر

محمد صادق خان صاحب کے [illegible] علاج [illegible]

نظامی کے ہمراہ اس جلوس میں شریک ہوا۔ اسی دوران جب میری نگاہ اپنے قریب کھڑے مفکرِ اسلام حضرت پیر کرم شاہ ازہری پر پڑی تو میں نے دیکھا کہ ان کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگی ہوئی تھی اور ان کی مبارک زبان سے تحریک کی کامیابی کے لیے دعائیں نکل رہی تھیں۔ اس جلوس سے لے کر تحریک کے آخر تک ہر جلوس میں شریک ہوتا رہا۔ جب ایک جلوس میں [illegible] کو گرفتار کر لیا گیا تو میں نے آگے بڑھ کر ایک کو سر پھٹنے سے بچا لیا۔

جب مسلم مسجد کے سانحہ میں جامعہ نظامیہ رضویہ کے طلباء زخمی ہوئے تو ان کی دیکھ بھال اور گرفتار شدگان کی رہائی کے سب خدمات سرانجام دینے کی سعادت نصیب ہوئی۔ ۹ اپریل ۱۹۷۷ء کو جب نام نہاد صوبائی اسمبلی کے اجلاس کا ڈھونگ رچایا گیا تو پوری قوم سراپا احتجاج بن کر سڑکوں پر نکل آئی۔ میں اور مولانا احسان اللہ حامدی خان کے جلوس میں شرکت کے لیے نسبت روڈ کی طرف گئے تو وہاں پتہ چلا کہ جلوس انارکلی مسجد کی جانب روانہ ہو چکا ہے، وہاں بھی پولیس لوگوں کو مار کر بھگانے کی کوشش کر رہی تھی۔ ہم پھر وکلاء کے جلوس میں پہنچے۔ وہیں شیخ ... نصر اللہ خان بھی وہاں گئے۔ ہم اسمبلی ہال کے پاس پہنچے، پولیس نے بے تحاشا گولیاں چلائیں اور آنسو گیس کے شیل پھینکے ہم نے ہائی کورٹ کی طرف جان بچائی، تو وہاں بھی قیامت صغریٰ برپا تھی۔ اسی اثنا میں مولانا غلام فرید صاحب اور مولانا سیف الرحمٰن صاحب کے زخمی ہونے کی اطلاع ملی ہم میو ہسپتال پہنچے، یہاں منظر قابلِ دید تھا نظامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے شیدائی زخموں سے چور چور ہیں لیکن صبر و استقلال کے کوہِ گراں بنے ہوئے ہیں۔ ایک شہید نوجوان کی ماں جب آئی تو اپنے بیٹے کے شکرِ خداوندی بجا لائی کہ میری دعا قبول ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے مجھے شہید کی ماں بنایا۔ میرے یہ دو بیٹے جو میرے ساتھ ہیں وہ بھی نظامِ مصطفیٰ پر قربان ہونے کے لیے حاضر ہیں۔ یہ جذبۂ ایمانی دیکھ کر ہمیں یقین ہو گیا کہ اب تحریک ضرور کامیاب ہو گی۔ محمد احمد علی دانش

مولانا محمد یونس چکوالی

مولانا حافظ محمد یونس ولد میاں نور احمد صاحب مقام چکڑال تحصیل چکوال ضلع جہلم کے باشندے ہیں۔ آپ نے چکوال میں قرآن پاک حفظ کیا پھر مختلف مقام پر تعلیم حاصل کرتے ہوئے جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں داخل ہوئے اور یہاں سے علوم اسلامیہ کی تکمیل کر رہے ہیں۔

مولانا حافظ محمد یونس کا شمار بھی جامعہ نظامیہ رضویہ کے ان طلباء میں ہوتا ہے جنہوں نے تحریک نظامِ مصطفیٰ میں اپنی استطاعت سے بڑھ کر حصہ لیا۔ ہم سے دریافت کرنے پر آپ نے تحریک میں شمولیت کی تفصیل سناتے ہوئے بتایا کہ ۲۲ اپریل ۱۹۷۷ء کو نماز جمعہ کے بعد نکلنے والے جلوس میں ان کی شمولیت کی وجہ سے پولیس نے مجھے گرفتار کر کے تھانے پہنچا دیا۔ اگرچہ پوچھ گچھ کے بعد جلد ہی رہائی ہو گئی مگر اس زمانے کی گرفتاری نے مجھے اور زیادہ بے خطر بنا دیا اور لاہور کے مرکزی جلوسوں میں شامل ہونا میرا معمول بن گیا۔

اسی اثنا میں آپ کا اپنے گاؤں جانا ہوا تو وہاں پہلے سے مخالف ... کے مالک نے ہراساں کرنے کی کوشش کی اور آپ کو ایک ذاتی مقدمہ کی آڑ میں قید کروا دیا گیا۔ پینتیس دن تک قید و بند کی صعوبتیں سہنے کے بعد رہا ہو کر واپس آئے اور اس وقت تک تحریک اپنے منطقی انجام تک پہنچ چکی تھی۔

قید کے باعث آپ کی صحت نامساعد ہو گئی۔ دیکھنے میں آپ بہت نحیف و نزار ہوتے ہیں مگر ان کا دل عشق مصطفیٰ کی تابانیوں سے شعلۂ جوالا بن چکا تھا اس لیے یہ ناممکن تھا۔ آپ نے تحریک نظامِ مصطفیٰ کے لیے اپنے آپ کو وقف کیے رکھا اور ان کا دل اسی ولولے سے لبریز ہے۔

مولانا محمد احسان اللہ ہزاروی

[illegible]

[illegible] پاکستان [illegible]

[illegible] مقرر ہیں۔

[illegible] ۱۹۷۰ء میں [illegible] رضویہ [illegible] کو داخل ہوئے [illegible] جامعہ کے شعبہ درس نظامی میں [illegible] تدریس [illegible] ہو گئے۔ آپ کے علمی ذوق [illegible] کر آپ نے [illegible] تیسری پوزیشن حاصل کی [illegible] عظیم مدرس [illegible] اہلسنت مولانا شاہ احمد نورانی نے [illegible] دست [illegible] سے [illegible] عطا فرمائی۔

مولانا حافظ محمد احسان اللہ صاحب ہزاروی نے [illegible] کی طرح تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء اور تحریک نظام مصطفیٰ ۱۹۷۷ء میں نمایاں کردار انجام دیا۔ آپ نے مسلم مسجد کے معرکہ میں بہادری کے جوہر دکھائے۔ نماز جمعہ کے لیے جب ہر طرف پولیس تعینات [illegible] شروع ہوئی تو موصوف نے [illegible] حق نواز صاحب بطور جائے نماز اپنا رومال بچھایا تو آپ بڑی تیزی سے [illegible] پر تشریف لے گئے تاکہ کوئی بدعقیدہ مصلی پر نہ بیٹھ جائے۔ جب آپ کا اندیشہ دور ہو گیا تو آپ نے متعلق ایک عام ذہن کے [illegible] کرتے ہوئے تجدید وضو کی ٹھانی اور مسلم مسجد میں داخل ہو گئے۔ ابھی آپ وضو کرنے جا رہے تھے کہ پولیس

[illegible] ایف اور [illegible] کے ظالم ترین [illegible] نے عاشقان رسول انام پر [illegible] شروع کر دی [illegible] کی لپیٹ میں آگئی مسجد کے اندر [illegible] کہ میری حالت اس وقت [illegible] جس کے شدید اثرات [illegible] آنکھوں کی حالت [illegible] ۱۹ اپریل کے [illegible]

اختتامیہ

تحریک نظام مصطفیٰ [illegible] مسجد [illegible] رضویہ کے [illegible] کردار کی [illegible] کی نہر [illegible] تحریک کی [illegible] روشن باب [illegible] کبھی [illegible] کا [illegible] گرداب [illegible] مگر [illegible] درج کرنے [illegible] جنہوں نے [illegible] نکلنے [illegible] مرکزی جلوسوں [illegible] مسلم مسجد کا ہنگامہ [illegible] اور [illegible] سے [illegible] نسبت [illegible] جلوس کا [illegible] میٹنگ کا [illegible] گرفتار [illegible] حفاظ کرام کی [illegible] کی شاہنگ [illegible] تحریک نظام مصطفیٰ کو [illegible] مصروف [illegible] رہتے [illegible] گرفتار [illegible] جیل کوٹ لکھپت جیل [illegible] کوتوالی [illegible] کیمپ جیل [illegible] مختلف جیلوں میں محبوس رکھا۔ کمر زخمی ہوتے میو ہسپتال کے [illegible]

ہنگامی ہسپتال میں کئی ہفتے زیر علاج رہے بعض ابھی تک زخموں کی شدت محسوس کر رہے ہیں۔ اب بالا ناخیر قید وبند کی صعوبتوں سے دوچار رہنے اور زخمی ہونے والوں کے اسمائے گرامی ملاحظہ فرمائیے۔

مولانا حافظ عبدالستار صاحب۔ مولانا قاری نذیر احمد صاحب مولانا محمد رفیق صاحب۔ مولانا محمد یونس صاحب۔ مولانا قاری غلام مصطفےٰ صاحب۔ مولانا سید عاشق حسین شاہ صاحب۔ مولانا محمد یوسف صاحب۔ مولانا ظہور احمد صاحب۔ مولانا غلام مصطفےٰ صاحب۔ مولانا محمد سلیم صاحب۔ مولانا عبدالغنی صاحب۔ مولانا قاری حق نواز صاحب مولانا محمد اسماعیل صاحب۔ مولانا غلام مرتضےٰ صاحب۔ مولانا ذوالفقار علی صاحب مولانا سید عبدالرشید شاہ صاحب۔ مولانا محمد عظیم صاحب خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ ان قیدی اور زخمی غازیوں کے علاوہ جامعہ نظامیہ رضویہ کے ہر مدرس اور ہر طالب علم نے اپنی اپنی استطاعت سے بڑھ کر تحریک نظام مصطفےٰ کو کامیابی تک پہنچانے میں اہم کردار انجام دیا جو سواد اعظم کے لئے نہ صرف قابل فخر ہے بلکہ دیگر سُنی اداروں کے طلباء کے لیے ان کا کردار لائق تقلید بھی ہے۔ ملک و ملت کے لیے ایسے مجاہدین علماء طلباء کا وجود سراپا رحمت ہے جنہوں نے اپنے عمل سے نہ صرف بھٹو ازم کو کیفر کردار تک پہنچانے کی کوشش کی بلکہ مقام مصطفےٰ کے تحفظ اور نظام مصطفےٰ کے نفاذ کی راہیں کھول دیں۔

جامعہ نظامیہ رضویہ

جمعیت علماء پاکستان کے مرکزی رہنما ملتان کے بے تاج بادشاہ پیر طریقت

حضرت مولانا حامد علی خان صاحب

کی نظر میں،

حمد و صلوٰۃ کے بعد، آج بتاریخ ۱۱ فروری ۱۹۷۸ء مطابق ۲ ربیع الاول ۱۳۹۸ھ بروز اتوار جامعہ نظامیہ رضویہ میں حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت مولانا عبدالقیوم صاحب مہتمم جامعہ نے کمال خلوص و محبت سے اس عاجز کو حاضری کے لیے اصرار فرمایا۔ مولانا موصوف کے خلوص سے میں پہلے ہی واقف تھا، ان کی شفقت و محبت کا معترف ہوں۔ جامعہ میں آکر جامعہ کے سلسلہ میں انہوں نے جو خدمات سر انجام دی ہیں ان کو بچشم دید دیکھا، تھوڑے ہی عرصے میں جامعہ کو جس بام عروج پر انہوں نے پہنچا دیا ہے، وہ معجزہ سے کم نہیں۔

ماشاء اللہ عمارت بہت وسیع کر لی ہے۔ طلباء کی تعداد کثیر ہے اور مدرسین کی تعداد بھی کافی ہے اور تمام مدرسین کرام جو ذی استعداد قابل اور نوجوان ہیں، جمع کر لئے ہیں جو بڑے انہماک اور قابلیت کے ساتھ تعلیم میں مشغول ہیں۔

میں نے سب طلباء کو مہذب دیکھا۔ اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کی سعی کو مشکور فرمائے اور یوماً فیوماً مدرسہ کو بام عروج پر پہنچائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

حررہ احقر العباد

حامد علی خان

مہتمم مدرسہ اسلامیہ خیر المعاد، ملتان

جامعہ نظامیہ رضویہ کا اجمالی تعارف

افتتاح: ۱۱ شوال ۱۳۷۶ھ / ۱۹۵۶ء

سنگِ بنیاد، جدید عمارت: ربیع الثانی ۱۳۹۲ھ / جون ۱۹۷۲ء

عمارت: ۲۵ کمرے و برآمدے جدید، ۸ کمرے قدیم

تعلیم: شعبہ حدیث، درسِ نظامی، تجوید و قرأت، حفظ القرآن

لائبریری: جس میں مختلف فنون و علوم کی تقریباً دو ہزار عربی، فارسی، اردو کتابیں موجود ہیں۔

تصنیف و تالیف: جس میں مختلف موضوعات پر تحقیقی کام ہوا اور اب تک متعدد کتب، حواشی، ضمیمے اور تعارف طبع ہو چکے ہیں یا زیرِ طبع ہیں۔

نشر و اشاعت: جس کے تحت تبلیغی کتابچے، رسائل، اشتہارات سالانہ جلسہ و میلادیہ کے علاوہ جامعہ کی خدمات کا تعارفی مواد شائع کیا جاتا ہے۔

دار الاقامہ: طلبہ کی رہائش گاہ جس میں ڈیڑھ صد طلبہ رہائش پذیر ہیں حالانکہ یہ تعداد گنجائش سے زیادہ ہے۔

تعدادِ طلبہ: جامعہ کے شعبہ ہائے تعلیم میں طلباء کی مجموعی تعداد تین صد ہے۔

تدریسی عملہ: اساتذہ کرام کی مجموعی تعداد سولہ ہے۔

انتظامی عملہ: دفتر، حسابات اور طلبہ کی ضروریات کی فراہمی وغیرہ کے لیے ۔ افراد کا عملہ ہے۔

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کا تدریسی عملہ

جن کی قابلیت اور محنت، جامعہ کی تعلیمی شہرت کا باعث ہے

حضرت مولانا مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی	ناظمِ اعلیٰ
حضرت مولانا محمد اشرف سیالوی	شیخ الحدیث
حضرت مولانا مفتی غلام سرور قادری	استاذ الحدیث و شیخ الادب
حضرت مولانا محمد عبد الحکیم شرف قادری	مدرس (شعبہ درسِ نظامی)
حضرت مولانا محمد رشید نقشبندی	مدرس 〃 〃
حضرت مولانا حافظ عبد الستار نظامی	مدرس 〃 〃
حضرت مولانا سید غلام مصطفےٰ بخاری چشتی	مدرس 〃 〃
حضرت مولانا محمد صدیق ہزاروی	مدرس (و ناظم کتب خانہ)
قاری عبد الرشید	مدرس (شعبہ تجوید و قرأت)
قاری محمد ابراہیم ملتانی	مدرس 〃 〃
قاری ظہور احمد سیالوی	صدر مدرس شعبہ حفظ و ناظرہ
قاری محمد ارشد	مدرس 〃 〃
قاری نذیر احمد قادری	مدرس 〃 〃
قاری محمد ظفر قریشی	مدرس 〃 〃

اہلِ علم حضرات کے لئے خوشخبری

فتاویٰ رضویہ

خصوصیات جدید ایڈیشن

- عربی فارسی عبارات کے مقابل سلیس اُردو ترجمہ
- نادر اور قیمتی حوالہ جات کی تخریج، بقید جلد، صفحہ اور مطبع کتاب
- عبارات کی پیرا بندی قاموڈیش کے ساتھ
- کتابت اعلیٰ، کاغذ بہترین، آفسٹ طباعت، جلد مضبوط ڈائی دار
- ہر جلد کے ساتھ ماخذ و مراجع کے عنوان سے سینکڑوں کُتب اور اُن کے مصنفین بمع سن وفات
- سائز ۲۰×۳۰/۸ ، صفحات ہر جلد اوسطاً ۷۵۰

○

ملنے کے پتے

رضا فاؤنڈیشن ○ مکتبہ تنظیم المدارس ○ مکتبہ قادریہ

جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری گیٹ، لاہور

فون ـــــ 042/7657314

بسم الله الرحمن الرحيم

اأذكر حاجتی ام قد كفانی
حياؤک ان شيمتک الحياء

كريما لا تغيره ذنوب
عن الخلق الكريم و لا جفاء

رسول الله فضلک ليس يحصی
و ليس لجودک السامی انتهاء

فان آكرمتنا دنيا و اخرے
فليس البحر ينقصه الدلاء

المديح النبوی للامام احمد رضا البريلوی
و الشعر الاول للشاعر الجماسنی